ماہنامہ

خالد

احمدی نوجوانوں کیلئے

مدیر

اسفندیار منیب

مارچ 2002ء

وہی تو تھا کہ جو سلطانِ حرف و حکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اُس کے

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)

''خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے۔ جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟

(روحانی خزائن جلد ۳، ازالہ اوہام صفحہ ۴۰۳)

مارچ 2002ء/امان 1381ھش

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	سوموار	اتوار	ہفتہ
1	31					30
8	7	6	5	4	3	2
15	14	13	12	11	10	9
22	21	20	19	18	17	16
29	28	27	26	25	24	23

صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد نمبر 49 شمارہ نمبر 3

مارچ 2002ء

قیمت 10 روپے ..... سالانہ 100

مدیر
اسفندیار منیب

نائبین
منصور احمد نور الدین - فرید احمد ناصر
معاونین
احمد طاہر مرزا - میر انجم پرویز

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر
پیج لے آؤٹ: شیخ نصیر احمد
پبلشر: قمر احمد محمود
مینیجر: سلطان احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)
مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی

اداریہ

یوم تجدید عہد

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں جماعت احمدیہ کی بنیاد باذن الٰہی رکھی گئی اور پہلے دن ۴۰ احباب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست حق پر بعض شرائط پر قائم رہنے کا عہد کرتے ہوئے بیعت کی اور پھر اس کے بعد یہ قافلہ چلتا گیا اور بڑھتا گیا یہاں تک کہ اب دنیائے احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ فالحمد للہ رب العالمین

یوم مسیح موعودؑ کے حوالہ سے وہی شرائط بیعت احباب کی رہنمائی اور تجدید عہد کی غرض سے شائع کی جا رہی ہیں۔

اوّل:- بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے۔ شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:- یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا۔ حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:- یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہو گا اور ہر ایک ذلت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:- یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی سر پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:- یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:- یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:- یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے

جو خبر دی وحیٔ حق نے اُس سے دِل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں مَیں زمیں زیر و زبر

وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ رَہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم

نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اِس سَیل سے

حِیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

(درثمین)

☆☆☆

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حسین پہلو

(مکرم شکیل احمد ناصر صاحب۔ ربوہ)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بیان فرماتے ہیں:۔

''قادیان میں ایک صاحب محمد عبداللہ ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں لیکن بہت مخلص تھے۔ مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضور کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت بیانی سے کام لیا ہے۔ اور حضور کو گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے کہ اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا:۔ ''نہیں نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے''۔ پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ جوش کے ساتھ بولے۔

واہ! واہ! یہ کیا بات ہے آپ کے پیر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی شخص برا بھلا کہے تو آپ فوراً مباہلہ کے ذریعہ اسے جہنم تک پہنچانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں!! پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر صبر کس نے کیا ہے اور کس نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشق رسولؐ اور غیرت ناموس کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال کم ملے گی''۔ (سیرت طیبہ صفحہ ۳۰)

ولا تسئم من الناس کا عملی مظاہرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد تبلیغ ہدایت تھا اور اس مقصد کی تکمیل میں آپ ہمیشہ کوشاں رہے اور اس کی تکمیل کی خاطر اپنے آرام و سکون کو قربان کر دیا۔ اس سلسلے میں ایک روایت حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب کی بیان فرمودہ درج ذیل ہے:۔

''کسی شخص نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی سے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے ہیں تو بہت سے احباب ساتھ ہوتے ہیں۔ آپ کو تکلیف ہوتی ہے اور لوگ آگے پیچھے دائیں بائیں ہو لیتے ہیں۔ اور حضرت کا سر اور چہرہ مبارک گرد آلود ہو جاتا ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام بعد نماز مغرب حسب معمول شہ نشین پر بیت مبارک میں بیٹھے سب احباب مثل ستاروں کے پروانہ وار کوئی چھت پر اور کوئی شہ نشین پر بیت مبارک میں بیٹھ گئے۔ آپ چودھویں رات کے چاند کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ بسبیل گفتگو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جب سیر کو تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ کو گرد و غبار کے اڑنے سے بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ اور آپ کا چہرہ اور کپڑے سب گرد آلود ہو جاتے ہیں آپ ان لوگوں کو منع فرما دیں کہ ساتھ نہ چلا کریں صرف آپ ایک دو آدمی کو ہمراہ لے جایا کریں۔ حضرت اقدس نے ایک آیت یعنی لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ

مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ (الرعد ۱۲) پڑھ کر فرمایا کہ اس آیت میں مراد فرشتوں سے آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں۔ جو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے آپ کے پاک کلمات سننے کے شوق میں دوڑتے چلتے تھے۔ اسی طرح سے میرے (رفقاء) فرشتے ہیں جنہوں نے مجھے صدق دل سے قبول کیا ہے اور میری باتوں کو بڑے شوق سے کان لگا کر میرے آگے پیچھے دائیں بائیں دوڑ دوڑ کر سنتے ہیں ہدایت پاتے ہیں۔ مجھے اس میں کوئی تکلیف نہیں بلکہ بڑی خوشی ہے۔ میں ان کو اس بات سے روک نہیں سکتا۔ یہ خدا کا فعل ہے۔ خدا نے ہمیں بھی فرمایا ہے کہ ولا تسئم من الناس لوگوں کی ملاقات سے ہرگز نہ تھک جانا"۔

(تذکرۃ المہدی مؤلفہ حضرت پیر سراج الحق نعمانی صفحہ ۲۹۱۔۲۹۲)

سخت محنت

آپؑ کی ساری زندگی ایک مسلسل محنت اور انتھک جدوجہد کی ترجمانی کرتی ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں چند ایک خدام اندرون خانہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے عرض کی کہ گرمی بہت ہے یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔ پنکھا تو لگ سکتا ہے اور پنکھا ہلانے والے کا انتظام بھی کیا جا سکتا ہے لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگے گی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا"۔

ایک دوسرا واقعہ حضرت مفتی صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیے کہ "گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے"۔ اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شدت گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے، ہم نے تو کام نہیں چھوڑا"۔ (ذکر حبیب صفحہ ۱۶۱)

احترامِ آدمیت

دنیا کے لوگوں میں کسی عوامی لیڈر کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کے اظہار کا ایک معروف طریق یہ بھی ہے کہ بعض اوقات جب کوئی ہردلعزیز لیڈر کسی شہر میں جاتا ہے تو اس شہر کے لوگ اس کی گاڑی میں گھوڑے جوتنے کی بجائے اس کے اکرام واحترام کی غرض سے اس کی گاڑی میں خود لگ جاتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے اس کی گاڑی کو کھینچتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے تو چند جوشیلے احمدی نوجوانوں کو دنیا کی نقل میں خیال آیا کہ ہم بھی اپنے پیارے امام کو گاڑی میں بٹھا کر اس کی گاڑی کو خود اپنے ہاتھوں سے کھینچیں اور اس طرح اپنی دلی محبت اور عقیدت کا ثبوت دیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آج ہم حضور کی گاڑی کو کھینچنے کا شرف حاصل کریں گے لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اس تجویز کو ناپسندیدگی کے ساتھ رد فرما دیا اور نوجوانوں کی تربیت کے لئے فرمایا:۔

"ہم انسانوں کو حیوان بنانے کے لئے دنیا میں نہیں آئے بلکہ حیوانوں کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں"۔ (حیات طیبہ صفحہ ۴۵۶)

جگا گئے ہیں زمانے کو رتجگے اُس کے

جلیں گے وقت کے ہر موڑ پہ دیئے اُس کے
تمام منزلیں اُسکی ہیں ، راستے اُس کے

وہی تو تھا کہ جو سلطانِ حرف و حکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اُس کے

جہانِ نو کے نوشتے اُسی کی تحریریں
محبتوں کی منادی ، مکالمے اُس کے

دعائیں بانٹتا رہتا تھا گالیاں سن کر
محبتوں کے قرینے عجیب تھے اُس کے

وہ عکس یار تھا اور آئینہ نما بھی تھا
نرالی شان ، انوکھے تھے مرتبے اُس کے

یہ تذکرے یہ تجسس اُسی کا نذرانہ
جگا گئے ہیں زمانے کو رتجگے اُس کے

وہ بزم وقت میں اس تمکنت سے آیا تھا
کہ چاند اور یہ سورج نقیب تھے اُس کے

اندھیری شب کی یہ دیوار گر پڑے گی رشیدؔ
کرن بدست جو نکلیں گے قافلے اُس کے

(رشیدؔ قیصرانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا

"میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں"

(عامر شہزاد عادل۔ نبی سر روڈ سندھ)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے"۔

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۷)

(نوٹ: یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں لکھی گئی تھی جبکہ حضور علیہ السلام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خدا کے حضور حاضر ہوئے)

میں دعا کروں گا

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب بیان فرماتے ہیں:-

مجھے ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا جب میں سخت بیمار ہو گیا تو میرا بیٹا حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور بیماری کا حال عرض کیا آپ نے فرمایا مولوی نور الدین صاحب کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ مولوی صاحب کو لے گئے۔ انہوں نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مرض بڑھ گیا۔ شام کے وقت میرا چچا اور میرا بیٹا پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور سے عرض کیا بیماری بڑھ گئی ہے حکیم صاحب کا خیال ہے کہ اب بچنا مشکل ہے۔ زندگی کی نسبت موت قریب ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں دعا کروں گا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد حالت میں تغیر ہو گیا اور صبح تک بولنے لگا اور دوپہر تک خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے خاصی طاقت ہوگئی۔ حتی کہ اگلے دن میں نے بیت اقصیٰ میں جا کر نماز جمعہ ادا کی۔

(بحوالہ سیرت احمد مرتبہ حضرت منشی قدرت اللہ صاحب سنوری)

دعا قبول ہوگئی

حضرت میاں چراغ الدین صاحب آف لاہور فرماتے ہیں:-

"میرا لڑکا عبدالمجید بیمار تھا اور ایسا بیمار ہوا کہ حکیموں اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بتایا اور اس کی شادی میں پندرہ دن تھے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ میں نے گھبرا کے حضرت صاحب کے پاس دعا کے لئے بذریعہ خط التجا کی۔ آپ نے فوراً جواب لکھا کہ میں نے تمہارا خط آنے پر بہت دعا کی اور وہ دعا قبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کی شان دو دن کے اندر مرض بالکل جاتی رہی"۔ (سیرت احمد صفحہ ۱۳)

درد جاتا رہا

حضرت میر ناصر نواب صاحب بیان فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ مجھے درد قولنج ہوا اور بڑی تکلیف تھی حضرت صاحب میرے پاس آئے اور دعا شروع کی۔ (میاں اسمعیل بھی میرے پاس تھے وہ میرے درد اور تکلیف کو محسوس کر کے روتے تھے۔ میاں اسحٰق بھی میرے پاس تھے وہ میاں اسمعیل کو روتے دیکھ کر کہتے تھے اس کو کیا ہو گیا ہے یونہی روتا ہے) حضرت صاحب نے دیر تک دعا کی۔ دعا کرتے کرتے درد جاتا رہا اور

آرام آگیا''۔(سیرت احمد صفحہ ۲۸)

بخار فوراً اتر گیا

حضرت مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں:۔
''مئی ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے کہ قادیان میں طاعون تھا اور کئی ہندو اور غیر احمدی گھمار وغیرہ اس کا شکار ہوتے تھے کہ ایک دن مولوی محمد علی صاحب کو بخار ہوگیا رفتہ رفتہ بخار کی شدت ایسی سخت ہوئی کہ مولوی صاحب نے گھبرا کر یہ سمجھا کہ انہیں طاعون ہوگیا ہے۔اس واسطے انہوں نے مجھے بلایا تا کہ کچھ وصیت کی باتیں کریں۔اس وقت مولوی محمد علی صاحب اس کمرے میں رہتے تھے جو (بیت) مبارک کے اوپر کی چھت کے ہموار حضرت صاحبؑ کے مکان کے ایک کمرے کے اوپر نیا کمرہ بنا ہوا تھا۔یہ کمرہ ابتداءً مولوی محمد علی صاحب کی خاطر بنوایا گیا تھا جب کہ وہ لاہور سے قادیان چلے آئے تھے۔اس کمرے کی ایک کھڑکی گول کمرے کی اوپر کی چھت جانب جنوب پر کھلتی تھی۔جو (بیت) مبارک کی چھت کے ہم سطح اُس وقت بنائی گئی تھی مگر بعد میں اکھیڑ دی گئی۔میں اس کھڑکی کے پاس آکر بیٹھا تھا۔اندر مولوی صاحب پلنگ پر لیٹے تھے۔ان کے بدن سے سخت تپش آرہی تھی۔میں نے کھڑکی میں سے ہاتھ اندر کر کے ان کے بدن پر لگایا تو بخار بہت شدید معلوم ہوا۔وہ وصیت کی باتیں کرنے لگے.........مگر میں ان کو تشفی دیتا تھا کہ آپ گھبرائیں نہیں انشاء اللہ آرام ہوجائے گا۔اسی اثنا میں اندر کے راستے سے حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے۔آپؑ کے چہرہ پر تبسم تھا اور آپ نے ایک جذبے کے ساتھ اپنا ہاتھ مولوی محمد علی صاحب کے بازو پر مارا اور ہاتھ کو اٹھا کر نبض پر رکھا اور فرمایا آپ گھبراتے کیوں ہیں۔آپ کو تو بخار نہیں ہے۔اگر آپ کو طاعون ہوجائے تو میرا سلسلہ ہی جھوٹا ہے۔چونکہ حضرت صاحب ایسا الہام شائع کر چکے تھے کہ اس گھر میں رہنے والے طاعون سے محفوظ رہیں گے سوائے ان کے جو متکبر ہوں اور مولوی محمد علی صاحب اُس وقت گھر میں رہتے تھے۔اس واسطے ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں طاعون سے محفوظ رکھے۔حضرت صاحب کے ایسا فرمانے پر میں نے تعجب کے ساتھ کھڑکی میں سے ہاتھ بڑھایا تو دیکھا کہ فی الواقعہ بخار اترا ہوا تھا اور اس کے بعد مولوی صاحب کی طبیعت اچھی ہونے لگ گئی اور جلد تندرست ہوگئے''۔ (ذکر حبیبؑ صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۴)

اب ایک ہتھیار باقی ہے

حضرت حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب بیان فرماتے ہیں ۱۹۰۷ء میں میرا دوسرا لڑکا عبدالحفیظ تولد ہوا۔سردی کے ایام تھے۔اور اِن دِنوں میں بہت زچہ عورتیں کزاز یعنی تشنج کی مرض سے مر رہی تھیں۔زچہ کے لئے یہ مرض بہت خطرناک ہوتی ہے۔سینکڑوں میں سے کوئی ایک بچتی ہوگی۔میری بیوی کو بچہ تولد ہونے کے ساتویں دن مغرب کے قریب اس کے آثار معلوم ہوئے۔چونکہ ان دنوں میں یہ وبا تھی۔اس لئے اس کی طرف بہت توجہ ہوگئی۔میں مغرب کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں دوڑا گیا اور ان سے عرض کی۔آپ نے فرمایا یہ تو بڑی خطرناک مرض کا پیش خیمہ ہے۔تم فوراً اس کو دس رتی ہینگ دے دو اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد مجھے اطلاع دو۔میں عشاء کے بعد پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مرض میں ترقی ہوگئی ہے۔

فرمایا:۔دس رتی کونین دیدو۔اور ایک گھنٹہ کے بعد پھر مجھے اطلاع دو یہ نہ سمجھنا کہ میں سوگیا ہوں۔بے تکلف مردانہ

سیڑھیوں سے آواز دو۔ ایک گھنٹہ کے بعد میں پھر گیا اور عرض کیا کہ کوئی افاقہ نہیں ہے۔ فرمایا دس رتی مشک دے دو۔ میں نے عرض کیا اس وقت مشک کہاں سے لاؤں۔ حضور ایک مٹھی بھر کر مشک کی لے آئے فرمایا یہ دس رتی ہوگی میں نے عرض کیا کہ حضور یہ زیادہ ہے فرمایا لے جاؤ پھر کام آئے گا۔ میں نے وہ لی اور دس رتی مریضہ کو دے دی ایک گھنٹہ کے بعد میں پھر گیا اور عرض کیا کہ مرض میں بہت اضافہ ہوگیا ہے۔ فرمایا دس تولہ کسٹر آئل دے دو۔ میں نے آکر دس تولہ کسٹر آئل دے دیا۔ اس کے بعد اس کو بہت قے ہوئی۔ اور قے اس مرض میں آخری مرحلہ ہوتا ہے قے کے بعد اس کا سانس اکھڑ گیا۔ گردن پیچھے کو کھنچ گئی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا۔ اور زبان بند ہوگئی۔ پھر میں بھاگ کر سیڑھیوں پر چڑھا۔ حضور نے میری آواز سن کر دروازہ کھول دیا۔ اور فرمایا کیوں خیر ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اب تو حالت بہت نازک ہوگئی ہے سانس اکھڑ گیا ہے گردن کھنچ گئی ہے آنکھوں میں روشنی نہیں زبان بند ہوگئی ہے۔ فرمایا دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلالئے اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ میں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا جب اسے صحت ہوگی۔ میں یہ بن کر واپس لوٹ آیا اور اسے کہا۔ اب تجھے کیا فکر ہے۔ اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے اس وقت رات کے دو بج چکے تھے۔ میں گھر آیا اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چارپائی لے کر سو رہا صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے میری آنکھ کھلی جب میں نے دیکھا تو میری پائینتی کی طرف میری بیوی برتن درست کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے۔ کہا آپ تو سو رہے اور مجھے دو گھنٹہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا۔

الحمد للہ رب العلمین (سیرت احمد صفحہ ۲۰۴)

تقریب شادی

مکرم و محترم اکبر احمد صاحب مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی شادی خانہ آبادی مکرمہ امۃ الرحمٰن عظمیٰ صاحبہ بنت مکرم محمد سلطان صاحب آف کراچی کے ساتھ مورخہ 28 دسمبر 2001ء کو انجام پائی۔ اعلانِ نکاح مکرم مظہر اقبال صاحب مربی سلسلہ ضلع کراچی نے 19 اگست 2001ء کو احمدیہ ہال کراچی میں کیا تھا۔ بارات ربوہ سے کراچی گئی تھی۔

مورخہ 6 جنوری 2002 کو ربوہ میں ولیمہ کی تقریب ہوئی۔ جس میں قریبی احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

☆☆☆

ایک احمدی خادم کا اعزاز

طاہر ہومیو پیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے ڈائریکٹر مکرم ڈاکٹر وقار منظور بسراء صاحب کے مقالہ Symbolism In Homoeopathy پر ایک بین الاقوامی یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ (Ph.D) کی ڈگری دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے اور جماعت کے لئے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین

نتائج سالانہ مقابلہ جات 2000-01

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے درج ذیل مقابلہ جات کے نتائج کا اعلان کیا جارہا ہے۔ یہ مقابلہ مجالس، اضلاع اور علاقہ جات کی سالانہ مجموعی کارکردگی کا ہوتا ہے۔ سالانہ مقابلہ بین المجالس میں اوّل آنے والی مجلس کو خلافت جوبلی علم انعامی دیا جاتا ہے۔ اور اس کو مقابلہ بین المجالس خلافت جوبلی علم انعامی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب کے لئے مبارک فرمائے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

سالانہ مقابلہ بین المجالس

اوّل: ربوہ (خلافت جوبلی علم انعامی کی حقدار)

دوم: فیکٹری ایریا ضلع حیدرآباد

سوم: فیصل ٹاؤن لاہور

چہارم: سمن آباد ضلع لاہور

پنجم: راجگڑھ ضلع لاہور

ششم: مجلس نارتھ ضلع کراچی

ہفتم: لطیف آباد ضلع حیدرآباد

ہشتم: ڈرگ کالونی ضلع کراچی

نہم: ماڈل ٹاؤن ضلع لاہور

دھم: وحدت کالونی ضلع لاہور

☆☆☆☆☆

سالانہ مقابلہ بین الاضلاع

اوّل: لاہور

دوم: کراچی

سوم: حیدرآباد

چہارم: میرپور AK

پنجم: منڈی بہاؤالدین

ششم: راجن پور

ہفتم: نارووال

ہشتم: مٹھی

نہم: میرپور خاص

دھم: جہلم

☆☆☆☆☆

سالانہ مقابلہ بین العلاقہ

اوّل: گوجرانوالہ

دوم: حیدرآباد

سوم: لاہور

چہارم: کراچی

پنجم: بہاولپور

ششم: راولپنڈی

ہفتم: سانگھڑ

ہشتم: فیصل آباد

نہم: بلوچستان

دھم: سرگودھا

☆☆☆☆☆

تاریخ احمدیت

مارچ میں ہونے والے بعض اہم واقعات

(مرتبہ: ڈاکٹر نصیر احمد شریف کلر کہار)

کیم مارچ 1906 سہ ماہی رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' کا اجراء ہوا۔

2 مارچ 1935 برما میں احمدیہ مشن ہاؤس قائم ہوا۔

3 مارچ 1891 حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت کے بعد پہلا سفر لدھیانہ کا کیا۔

4 مارچ 1976 حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے صدر انجمن احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔

5 مارچ 1901 حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین کو دعوت دی کہ فریقین آپس میں ایک دوسرے کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ تہذیب و شائستگی سے پیش آئیں۔

6 مارچ 1897 پنڈت لیکھرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہو گیا۔

8 مارچ 1970 حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جامعہ نصرت کے سائنس بلاک اور خانہ خدا کا سنگ بنیاد رکھا۔

9 مارچ 1907 حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کے نتیجہ میں ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی امریکہ میں ہلاک ہو گیا۔

10 مارچ 1936 ملک محمد شریف صاحب گجراتی اسپین میں احمدیہ مشن قائم کرنے کے لئے میڈرڈ پہنچے۔

11 تا 14 مارچ 1886 ہوشیار پور میں ماسٹر مرلی دھر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریری مباحثہ ہوا۔ جو ستمبر میں سرمہ چشم آریہ کے نام سے شائع کیا گیا۔

12 مارچ 1917 ''زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

13 مارچ 1903 حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''منارۃ المسیح'' اور ''بیت الدعا'' کا سنگ بنیاد رکھا۔

13 مارچ 1914 حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنی اولاد کو دین پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ اسی دن دوپہر دو بج کر بیس منٹ پر حالت نماز میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

14 مارچ 1914 بیت نور قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی بیعت کی گئی۔ بیعت کے بعد خطاب فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دو ہزار مردوں کے مجمع میں حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل کا جنازہ پڑھایا ساڑھے چھ بجے شام اس مبارک انسان کے مبارک وجود کو ہزاروں دعاؤں کے ساتھ اس کے آقا و محبوب کے پہلو میں بہشتی مقبرہ کے اندر دفن کر دیا گیا۔

15 مارچ 1954 ایک سال کے جبری تعطل کے بعد لاہور سے الفضل کا اجراء دوبارہ عمل میں لایا گیا۔

15 مارچ 1984 حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تزئین ربوہ کمیٹی کے تحت ''گلشن احمد نرسری'' کا افتتاح فرمایا۔

17 مارچ 1901	حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار کے ذریعہ طاعون سے ہوشیار کیا۔
18 مارچ 1886	پیشگوئی مصلح موعود کے مقابل پر لیکھرام نے جوابی اشتہار شائع کیا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے (نعوذ باللہ) نیست و نابود ہونے کی پیشگوئی کی۔
20 مارچ 1894	آنحضورﷺ کی پیشگوئی کے مطابق 13 رمضان 1311ھ کو چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔
21 مارچ 1908	سر جیمز ولسن فنانشل کمشنر پنجاب نے قادیان کا دورہ کیا۔
23 مارچ 1889	لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید میں بیعت اولیٰ ہوئی۔ پہلے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر 40 افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔
25 مارچ 1910	خطبہ جمعہ میں پہلی بار آواز آگے پہنچانے کے لئے آدمی مقرر کئے گئے۔
26 مارچ 1891	علماء کو تحریری مباحثہ کی دعوت۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا مباحثہ سے انکار۔
27 مارچ 1910	راجپوتوں میں دعوت الی اللہ کے لئے "انجمن راجپوتان ہند" کا قیام۔
28 مارچ 1948	سالانہ جلسہ 1947 کے تتمہ کے طور پر منعقد ہونے والے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے "سیر روحانی" کے سلسلہ کا خطاب فرمایا۔
29 مارچ 1940	حضرت مصلح موعود نے غیر مبائعین کو محبت اور خلوص سے خاص دعوت الی اللہ کرنے کی تحریک فرمائی۔
30 مارچ 1893	حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین کو عربی زبان میں مقابلہ کی دعوت دی۔
31 مارچ 1972	حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے "البیت الاقصیٰ" ربوہ کا افتتاح فرمایا۔

(ماخوذ از صد سالہ تاریخ احمدیت و تاریخی معلومات)

ضروری اعلان

بیرون از پاکستان خریداران سے التماس ہے کہ آپ کے پتہ کی چٹ پر آپ کا خریداری نمبر اور مدت خریداری دی ہوئی ہے۔ جن خریداران کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کی مدت خریداری کے ساتھ سرخ رنگ کا نشان لگا ہوا ہے۔ براہ مہربانی اسے دیکھتے ہوئے اپنے چندہ کی فوری ادائیگی کر دیں۔

شرح چندہ:- 1500 پاکستانی روپے

چندہ بنک ڈرافٹ یا بذریعہ چیک بنام مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ ایوان محمود ربوہ کے ایڈریس پر بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

اگر آپ چندہ کی بروقت ادائیگی نہیں کر سکتے تو براہِ مہربانی بذریعہ خط ہمیں مطلع کر دیں کہ آپ چندہ بعد میں ادا کر دیں گے۔ اس پر آپ کا رسالہ جاری رکھا جائے گا۔

مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ

نثار میں تری گلیوں کے......

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے ، جسم و جاں بچا کے چلے

ہے اہلِ دل کے لئے اب یہ نظمِ بست و گشاد
کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد
بہت ہے ظلم کے دستِ بہانہ جُو کے لئے
جو چند اہلِ جنوں تیرے نام لیوا ہیں
بنے ہیں اہلِ ہوس ، مدعی بھی ، منصف بھی
کسے وکیل کریں ، کس سے منصفی چاہیں

مگر گزارنے والوں کے دن گزرتے ہیں
ترے فراق میں یوں صبح و شام کرتے ہیں
بجھا جو روزنِ زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی
چمک اُٹھے ہیں سَلاسِل تو ہم نے جانا ہے
کہ اب سحر ترے رُخ پر بکھر گئی ہوگی

غرض تصوّرِ شام و سحر میں جیتے ہیں
گرفتِ سایۂ دیوار و در میں جیتے ہیں

یونہی ہمیشہ اُلجھتی رہی ہے ظلم سے خلق
نہ ان کی رسم نئی ہے، نہ اپنی ریت نئی

یونہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول
نہ اُن کی ہار نئی ہے نہ اپنی جیت نئی

اِسی سبب سے فلک کا گِلہ نہیں کرتے
ترے فراق میں ہم دل بُرا نہیں کرتے

گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں

گر آج اوج پہ ہے طالعِ رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

جو تجھ سے عہدِ وفا استوار رکھتے ہیں
علاجِ گردشِ لیل و نہار رکھتے ہیں

(فیض احمد فیضؔ)

☆☆☆☆

مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال:- آنحضرت ﷺ نے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑنے کا جو حکم فرمایا تھا۔ اس کا کیا جواز تھا؟

جواب:- فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ان المساجد للّٰہ کہ مساجد اللہ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ اس لئے ان میں بت پرستی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر ایک مسجد جس کی بنیاد خدائے واحد کی پرستش کے مقصد کے لئے رکھی جاتی ہے اور بعد میں اس میں بت رکھ دیئے جائیں تو مسجد کے حقوق کا تقاضہ ہے کہ جب کبھی موقع ملے تو اسے دوبارہ خدائے واحد کی عبادت کے لئے بحال کر دیا جائے۔ پھر خانہ کعبہ کی مسجد تو روئے زمین پر بننے والی سب سے پہلی مسجد تھی جو مختلف انبیاء کے ہاتھوں وقتاً فوقتاً ایک خدا کی عبادت کے لئے بنائی جاتی رہی۔ پھر اس مسجد کی ایک اور خصوصیت بھی تھی کہ وہ تمام دنیا میں رہنے والے مسلمانوں کا قبلہ بننے والی تھی۔ ان وجوہات کی بناء پر آنحضرت ﷺ نے اس میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے کسی اور بت کے توڑنے کا حکم نہیں دیا۔ اس وقت کے عیسائیوں کے گرجوں میں بت موجود تھے لیکن آپؐ نے کسی بھی گرجے میں بتوں کو توڑنے کا حکم نہ دیا اور نہ ہی اس کی اجازت دی۔ ایک موقع پر ایک خانقاہ سے ایک نمائندہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس کو تبلیغ کی لیکن وہ اپنے پرانے مذہب پر ہی قائم رہا اور جاتے وقت اس کی درخواست پر آپؐ نے ایک فرمان جاری کیا جس میں یہ حکم دیا گیا کہ کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ خانقاہوں پر زبردستی اپنا حق جتائے یا ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے اور ان کی صلیب کو توڑے یا ان پر کوئی پابندی عائد کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں اب یہ حکم کس قدر سخت ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی آنحضرتؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان تمام علاقوں کے لئے جو مسلمانوں نے عیسائیوں سے فتح کئے تھے ایک خاص حکم نامہ جاری کیا جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ کسی مسلمان فاتح سردار یا حکمران کو یہ اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ راہبوں کو کوئی نقصان پہنچائے۔ ان کے چرچ میں دخل اندازی کی جائے یا ان کی صلیب وغیرہ کو توڑا جائے۔ (صلیب کا لفظ وہاں پر خاص طور پر لکھا ہوا ہے) تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ مسلمانوں نے چرچوں میں رکھے ہوئے بتوں کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا اور اس طرح کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ کو مسمار نہیں کروایا۔ ہمیشہ رواداری سے کام لیا۔ خانہ کعبہ کی بات ہی اور تھی وہ جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا مسلمانوں نے اس کو اسی طرف لوٹا دیا جو انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق تھا۔

سوال:- آنحضرت ﷺ کو ۱۳ سال کے لمبے عرصہ تک مظالم کے بعد جہاد کی اجازت ملنے میں کیا حکمت تھی؟

جواب:- مسلمانوں کو دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت دعویٰ نبوت کے ۱۳، ۱۴ سال بعد دی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مسلمان مسلسل مصائب سے تنگ آ کر بحکم الٰہی مدینہ کی

طرف ہجرت کر گئے۔ بظاہر مصلحت کا تقاضہ تو یہی تھا کہ مسلمان اس وقت تک کفار مکہ کے خلاف ہتھیار اٹھانے سے گریز کرتے جب تک وہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوتے۔ مولانا مودودی نے بھی مسلمانوں کے ابتداء میں اعلان جنگ نہ کرنے کی یہی وجہ بیان کی ہے حالانکہ یہ نہایت نامناسب اور احمقانہ دلیل ہے۔ مسلمانوں کو جس وقت جہاد کی اجازت ملی اس وقت مسلمان تعداد میں کفار مکہ سے بہت کم تھے بلکہ دونوں فریقوں کی حالتوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ قرآن کریم کے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ جو کمزور اور مظلوم تھے۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوا (سورہ حج) کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ مظلوموں اور کمزوروں کو جنگ کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ بے بس لوگ فقط اپنی طاقت کے بل بوتے پر کامیاب نہ ہو سکتے تھے بلکہ وہ نصرت الٰہی کے محتاج تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْر (سورہ حج) کہہ کر انہیں تسلی دی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری حالت زار سے خوب واقف ہے۔ کفار کے مقابل پر ان کی بے بسی اور بیکسی نمایاں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ خود اپنی ضرورت سے ان کی کامیابی اور کامرانی کے سامان پیدا کرے گا۔ پھر ان مسلمانوں کی حالت بیان کرتے ہوئے خدا مزید فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ (سورہ حج) یہ وہ لوگ ہیں جن کو بغیر کسی جرم کے اپنے گھروں سے نکال دیا گیا تھا۔ ان کا صرف یہی قصور تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتے تھے جنگ بدر کے وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ کیا آپ اسے مضبوط حالت کہیں گے؟ ۳۱۳ بوڑھے، بچے اور بھوکے مظلوم مسلمانوں کے مقابلہ میں ۱۰۰۰ کفار جو اعلیٰ جنگی صلاحیتوں کے مالک تھے اور بہترین جنگی ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے پاس نہ کوئی مناسب سواریاں تھیں اور نہ ہی سب کے پاس ہتھیار تھے۔ بعض صحابہ کے پاس صرف لکڑی کی تلواریں تھیں ان کی کامیابی کا انحصار صرف اللہ تعالیٰ کی مدد پر تھا اور نہ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دینے میں ۱۴ سال کی دیر کیوں کی، میرے نزدیک اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ اس دوران مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر مصائب برداشت کرنے کی عادت پڑ جائے ایک طرف کفار مکہ اپنے ظلم و ستم میں انتہا تک پہنچ گئے۔ دوسری طرف مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے نہایت صبر و تحمل سے برداشت کرتے رہے۔ باوجود یہ کہ مسلمان اپنا سب کچھ قربان کرنے کو ہیں، انہیں دشمن کا مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو روک کر ان کے صبر کا امتحان لے رہا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہو کہ مسلمان اپنی زندگی احکام الٰہی کے مطابق گزارتے ہیں۔ وہ خود کوئی فیصلے نہیں کرتے بلکہ ان کے قول و فعل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہیں پھر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ۱۳ سال کا زمانہ مسلمانوں کے لئے شاندار ٹریننگ کا زمانہ تھا۔ ان کو ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے پاک کیا جا رہا تھا۔ تکالیف و مصائب برداشت کرنے کی عادت نے انہیں زمین سے آسمان تک پہنچا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس عرصہ میں اپنے صحابہؓ کی اس رنگ میں تربیت کی کہ سونا کندن بن گیا اس وجہ سے بعد میں آنے والے مسلمانوں سے وہ ہر لحاظ سے ممتاز تھے۔ ان میں ایسی خصوصیات پیدا ہو گئی تھیں جو اتنے لمبے عرصہ کی مسلسل جدوجہد کے بغیر پیدا ہونی ممکن نہ تھیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کا ایک رنگ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں جس مقصد کے لئے تیار کر رہا تھا وہ ان خصوصیات اور تربیت کے بغیر پورا ہونا ممکن نہ تھا۔

سوال:- کیا حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ

کی بیعت کی تھی اور کیا اس بارہ میں شیعہ کتب میں کوئی حوالہ موجود ہے؟ (ایک شیعہ دوست کا سوال)

جواب:۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ کتب کے حوالوں کی بحث میں پڑیں گے تو چونکہ شیعہ کتب کے حوالے اور سنی کتب کے حوالے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس لئے یہ بحث کبھی ختم نہ ہوگی کیونکہ سینکڑوں سالوں سے یہ بحث اپنے اختتام تک نہیں پہنچی تو اب تھوڑے سے عرصہ میں کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم اس بحث میں نہیں پڑتے۔ ہم ایسی بات کرتے ہیں جس میں حوالے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ آپ ہی بتائیں کہ اگر حضرت علیؓ نے خلفاء کی بیعت نہیں کی اور وہ اپنے آپ کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے تو انہوں نے خود بیعت کیوں نہ لی کیونکہ جو امام کا زمانہ پائے اور قبول نہ کرے، اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ہے کہ اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ یہ اتنا خطرناک فتویٰ ہے کہ گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی تشریف آوری سے پہلے جو شرک و بدعت کا زمانہ تھا اس میں مرا۔ اب ان ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کا خون ناحق کس کے سر ہوگا جو حضرت علیؓ کی بیعت کئے بغیر وفات پاگئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے شیعہ یا سنی کتب میں سے ایک بھی روایت دکھائیں جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت علیؓ نے پہلے تین خلفاء کے زمانہ میں ایک دفعہ بھی بیعت لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہو۔ لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے آپ کو بغیر انقطاع کے خلیفۂ برحق سمجھتے ہوں اور وصی یقین کرتے ہوں اور جرأت کا مظاہرہ نہ کریں۔ فرمایا کہ شیعہ کتب ایسے حوالوں سے بھری پڑی ہیں اور میں آپ کو دکھا سکتا ہوں جن میں شیعہ آئمہ کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے خلفاءؓ کی جبراً بیعت کی تھی مثلاً حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں لوگوں کو لکڑیوں کے گٹھے دے کر حضرت علیؓ کے پاس بھیجا کہ بیعت کرلو ورنہ گھر جلا دیا جائے گا۔ مختلف شیعہ علماء نے سنی علماء کے ساتھ مناظروں میں ان اسناد کو پیش کیا ہے۔ کس قدر ظلم ہے کہ حضرت علیؓ کو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا باپ مانا جائے اور پہلا امام تسلیم کیا جائے لیکن اتنا رتبہ بھی نہ دیا جائے کہ اپنے بیٹوں کے برابر ہی ایمان دکھا دیں۔ حضرت حسینؓ کی تعریف تو ہو کہ "سرداد، دست نہ داد" یعنی کتنا عظیم الشان امام ہے کہ سر دے دیا لیکن ہاتھ نہ دیا اور حضرت علیؓ کی تعریف شیعہ روایات کے مطابق یہ ہو کہ دست داد، سر نہ داد۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے بارہ میں میری غیرت اس مکروہ الزام کو ماننے کے لئے تیار نہیں (اس پر شیعہ دوست نے بھی کہا کہ میری غیرت بھی اس الزام کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیا واقعی آپ کے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے؟) حضور نے فرمایا کہ شاید آپ کو اپنے مذہب کا بھی پورا علم نہیں۔ آپ خود اپنے مستند علماء سے پوچھ لیں کیونکہ اگر آپ ان شیعہ آئمہ سے پوچھیں گے۔ جنہیں آپ مستند سمجھتے ہیں تو وہ آپ کو یہی بات بتائیں گے جو ہم بتا رہے ہیں کہ بیعت تو کی لیکن مجبوراً۔ اب اس بات کا دوسرا پہلو بھی دیکھیں کہ بقول آپ کے اگر انہوں نے بیعت نہیں کی اور بطور مشیر کام کیا تو یہ الزام اس پہلے الزام سے بھی گندہ اور گھناؤنا ہے کہ حضرت علیؓ ان لوگوں کو جن کو وہ خلیفہ برحق نہیں سمجھتے تھے، مشورے دیتے رہے اور اپنے حق کا مطالبہ نہ کیا۔ دنیاوی ملکیت باغ فدک کے لئے تو حضرت فاطمہؓ کے وکیل بن کر مقدمہ لڑا اور اپنا حق مانگا لیکن جسے غاصب سمجھتے تھے اگر وہ خلیفہ برحق اور وصی تھے تو لازماً حضرت ابوبکرؓ کی حیثیت غاصب کی تھی روحانی غصب کیا ہوا ہے لیکن اس بارہ میں کوئی پرواہ نہیں کی اور صرف مشیر بن گئے۔ باغ کے لئے لمبا عرصہ جھگڑا کیا کہ ہمارا حق ہے ہمیں دیا جائے۔ کیا یہ کردار حضرت علیؓ کی شخصیت سے ٹکراتا نہیں؟ تمام شیعہ اس پر متفق ہیں کہ

حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں باغ فدک حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے رہے لیکن خلافت کے معاملہ میں جھگڑا نہیں کیا۔ خدا نے جس کو وصی بنایا ہو وہ ایک غاصب کے ماتحت کام کرے اور اسے مشورے دے، میری فطرت تو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ قبول نہیں کر سکتی۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی خلافت کا دعویدار ہو اور وہ زبردستی خلافت پر قابض ہو جائے تو اس کا مشیر بن کر اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں کہ اچھا تم نے خلافت چھین لی جو خدا نے مجھے دی تھی تو تم میرا مشورہ ہی قبول کر لیا کرو۔ فرمایا کہ یہ اتنا گرا ہوا اور بھیانک تصور ہے اس شخص کے متعلق جس کی ذات کو آئمہ میں سرفہرست گنا جاتا ہے اور جسے خاتم الاولیاء مانا جاتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ باقی اماموں کے متعلق آپ لوگوں کا کیا تصور ہوگا؟

سوال:- اسلام میں حجر اسود کی کیا اہمیت ہے؟

جواب:- فرمایا کہ مجھ سے اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کیونکہ لوگ اس پتھر کے بارہ میں جاننا چاہتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا اور کیوں اس کا اس قدر احترام کیا جاتا ہے نیز اسے بوسہ دینے کی کیا وجہ ہے؟ حجر اسود کے متعلق آنحضرتؐ کی ایک حدیث ہے کہ جب پہلی بار اللہ تعالیٰ کا گھر بنایا گیا تو یہ پتھر آسمان سے بھجوایا گیا تھا اور اس وقت یہ پتھر سنگ مرمر کی طرح سفید تھا لیکن زمین کی حدود میں داخل ہونے کے دوران زمین کے گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا فرمایا میں نے اس حدیث پر کافی غور و خوض کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ جب اس زمین پر خدائے واحد کی پرستش کے لئے پہلا گھر بنایا جانے لگا تو اس علاقے میں یہ پتھر Meteorties کی بارش کے ذریعہ اللہ نے خاص مقصد سے اتارے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خلاء سے جب کوئی چیز زمین کی حدود میں داخل ہوتی ہے تو High Friction کی وجہ سے وہ داخل ہوتے وقت جلتی ہے اس لئے یہ بہت ممکن ہے کہ زمین کی حدود میں داخل ہونے سے پیشتر پتھر کا رنگ سفید ہو اور اس طرح آنحضرتؐ کی حدیث درحقیقت معنوی لحاظ سے اپنے الفاظ سے مطابقت رکھتی ہو لیکن اس کے برعکس یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرتؐ نے تمثیلی زبان استعمال کی ہو کیونکہ جب ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مساجد تعمیر کی جاتی ہیں تو ان میں ایک قسم کی سادگی اور پاکیزگی ہوتی ہے جن کو سفیدی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ لوگوں کے دل کثیف اور گندے ہونے سے ان کی عبادت میں خلوص نہیں رہتا۔ میرے خیال میں اس حدیث میں لفظی اور تمثیلی دونوں معنی پہلو بہ پہلو چلتے ہیں اور رہا یہ سوال کہ اس پتھر کو بوسہ کیوں دیا جاتا ہے تو یہ صرف محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے خاص لمحات ضرور آ جاتے ہیں جب اس کو اپنے پیارے کی کوئی نشانی دیکھ کر بے اختیار اس دوست کی یاد آ جاتی ہے۔ ایسے اوقات میں وہ چیز بہت پیاری لگتی ہے اور انسان اس کو بے اختیار بوسہ دے دیتا ہے۔ اب اس بوسہ دینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس انسان نے اس چیز کی پرستش شروع کر دی ہے بلکہ اس کا مطلب صرف اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ خاص چیز آپ کو اس عزیز کی یاد دلا رہی ہے اگر وہ پتھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص پروگرام کے تحت آسمان سے بھجوایا ہے تا کہ وہ دنیا میں بننے والی پہلی عبادت گاہ میں استعمال ہو تو یہ حقیقت اس پتھر کو ہمارے لئے بہت عزیز کر دیتی ہے۔ اس پتھر کو بوسہ دینا فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

(بحر عرفان۔ مجالس عرفان۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ لاہور، کراچی)

☆☆☆

سچائی

اھمیت و برکات

(مکرم حافظ خالد افتخار صاحب۔ مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

سچائی ایک ایسا بنیادی خُلق ہے کہ جو ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق کے پیدا کرنے کا باعث ہے سچائی پر قائم ہو جانے والا اور جھوٹ کا کبھی سہارا نہ لینے والا انسان ہر قسم کی بدیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً. یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

(الاحزاب ۷۲-۷۱)

"اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچدار نہ ہو (بلکہ سچی ہو، اگر تم ایسا کرو گے) تو اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا"۔

جھوٹ نہ صرف ذاتی بلکہ قومی تنزل کا بھی باعث بنتا ہے جب جھوٹ کسی قوم کے اقوال و اعمال میں داخل ہو جائے تو اس قوم کو اخلاقی طور پر تباہ کر دیتا ہے جھوٹ گناہ کو بڑھنے کے لئے عارضی پردہ مہیا کرتا ہے۔ جس کے پیچھے گناہوں کی پرورش ہوتی رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"فی الحقیقت کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے اس طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۵)

اس کے بالمقابل سچائی ایک ایسا زینہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے انسان کے لئے ہر قسم کے اخلاق حسنہ اور نیکیوں کا حصول آسان تر ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے"۔ (بخاری کتاب الادب)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ جنت کا عمل کونسا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "سچائی" جب ایک آدمی سچ بولتا ہے تو نیکی اختیار کرتا ہے اور جب وہ نیکی اختیار کرتا ہے تو حقیقی مومن بن جاتا ہے اور جب وہ حقیقی مومن بن جائے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! دوزخ کا عمل کونسا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "جھوٹ" جب ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے تو بدکاری کرتا ہے اور جب وہ بدکاری کرتا ہے تو کفر اختیار کرتا ہے اور جب وہ کفر اختیار کرلے تو دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر انسان صرف ایسی باتوں میں سچ بولے جن

میں اس کا چنداں حرج نہیں اور اپنی عزت یا مال یا جان کے نقصان کے وقت جھوٹ بول جائے اور سچ بولنے سے خاموش رہے تو اس کو دیوانوں اور بچوں پر کیا فوقیت ہے سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو''۔

(''اسلامی اصول کی فلاسفی'' صفحہ ۴۶)

''یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اسے باور کروں؟۔ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جائے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے یا کسی اور جھوٹ کی ہوتی ہے...... جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی مضبوط قلعہ اور حصار نہیں''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۳۹۔۲۳۸)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں؟ اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہار نفرت کے بغیر نہ رہ سکیں''۔

(منقول از ''خدا کے ایک بندہ کو آپ کی تلاش ہے'')

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ یقین رکھیں کہ سچ کے بغیر کسی اعلیٰ قدر کی، کسی اعلیٰ منصوبے کی تعمیر ممکن نہیں اس لئے جماعت احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا بہت ضروری ہے اور جو بڑے ہو چکے ہیں ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ایسے پروگرام بنانا کہ بار بار خدام اور انصار اور لجنات اس طرف متوجہ ہوتے رہیں کہ سچائی کی کتنی بڑی قیمت ہے اور اس وقت جماعت کو، دنیا کو، جماعت کی وساطت سے کتنی بڑی ضرورت ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

مذکورہ بالا احکامات و ارشادات کے مطابق ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم نہ صرف ذاتی بلکہ تنظیمی اور قومی لحاظ سے سچائی کو پھیلانے اور جھوٹ کو مٹانے کے لئے جہاد کریں تا کہ ہم اپنے آپ کو اور آئندہ نسلوں کو جھوٹ کی لعنت سے محفوظ رکھ کر اور سچائی کو اپنا کر اپنے پیارے امام کی قیادت میں روحانی ترقیات اور منازل کو زیادہ تیزی سے حاصل کر سکیں اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پطرس بخاری کی شگفتہ تحریر

سویرے جو کل میری آنکھ کھلی

گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ ہماری جو شامت آئی تو ایک دن اپنے پڑوسی لالہ کرپا شنکر برہمچاری سے برسبیل تذکرہ کہہ بیٹھے کہ لالہ جی امتحان کے دن قریب آتے جاتے ہیں۔ آپ سحر خیز ہیں ذرا ہمیں بھی صبح جگا دیا کیجئے۔

معلوم ہوا وہ حضرت لفظوں کے بھوکے بیٹھے تھے۔ دوسرے دن اٹھتے ہی انہوں نے ایشور کا نام لے کر ہمارے دروازے پر مکا بازی شروع کی، کچھ دیر تک ہم سمجھے کہ عالم خواب ہے، ابھی سے کیا فکر، جاگیں گے تو لاحول پڑھیں گے۔ لیکن یہ گولہ باری لحظہ بہ لحظہ تیز ہوتی گئی اور صاحب جب کمرے کے چوبی دروازے لرزنے لگے، صراحی پر رکھا ہوا گلاس جلترنگ کی طرح بجنے لگا اور دیوار پر لٹکا ہوا کیلنڈر پنڈولم کی طرح ہلنے لگا تو بیداری کا قائل ہونا ہی پڑا مگر اب دروازہ ہے کہ برابر لگاتار کھٹکھٹایا جا رہا ہے، میں کیا میرے آباؤ اجداد کی روحیں اور میری قسمت خوابیدہ تک جاگ اُٹھی ہوگی بہتیرا آوازیں دیتا ہوں ___ اچھا اچھا تھینک یو ___ جاگ گیا ہوں ___ بہت اچھا ___ نوازش ہے ___ آنجناب ہیں کہ سنتے ہی نہیں، خدایا کس آفت کا سامنا ہے ___ یہ سوتے کو جگا رہے ہیں یا مردے کو جلا رہے ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی تو بس واجبی طور پر ہلکی سی قم کہہ دیا کرتے ہوں گے۔ زندہ ہو گیا تو ہو گیا نہیں تو چھوڑ دیا بھلا کسی مردے کے پیچھے لٹھ لے کر تھوڑا ہی پڑ جاتے تھے، توپیں داغا کرتے تھے۔ پیشتر اس کے بستر سے باہر نکلیں دل کو جس قدر سمجھانا بجھانا پڑتا ہے، اس کا اندازہ تو کچھ اہل ذوق ہی لگا سکتے ہیں۔ آخر کار جب لمپ جلایا تو ان کو باہر سے روشنی نظر آئی اب ہم جو کھڑکی کے پاس پہنچے آسمان کو دیکھتے ہیں تو جناب ستارے جگمگا رہے ہیں۔ سوچا آج پتہ چلائیں گے ___ یہ سورج آخر کس طرح نکلتا ہے ___ لیکن جب ہم نے گھوم گھوم کر کھڑکی اور روشندان میں سے دیکھا، اور بزرگوں سے صبح کاذب کی جتنی نشانیاں سنی تھیں، ان میں سے ایک بھی کہیں نظر نہ آئی ___ تو فکر سا لگ گیا کہ آج کہیں سورج گہن نہ ہو کچھ سمجھ میں نہ آیا تو پڑوسی کو آواز دی۔

''لالہ جی!''

''لالہ جی''

''جواب آیا۔ ہوں''

میں نے کہا ''آج یہ کیا بات ہے کچھ اندھیرا اندھیرا سا ہے'' کہنے لگے ''اور کیا تین بجے ہی سورج نکل آئے''

''تین بجے کا نام سن کر ہوش گم ہو گئے چونک کر پوچھا، کیا کہا تم نے؟'' کہنے لگے، تین ___ تو ___ نہیں ___ کچھ سات، ساڑھے سات منٹ اوپر ہیں ___

میں نے کہا۔ ارے کمبخت، خدائی فوجدار، بدتمیز کہیں کے، میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ صبح جگا دینا ___ یا یہ کہا تھا کہ سرے سے سونے ہی نہ دینا ___ تین بجے جاگنا بھی کوئی شرافت ہے؟ ہمیں تو نے ریلوے گارڈ سمجھ رکھا ہے؟ تین بجے اٹھا کرتے تو دادا کے منظور نظر نہ ہوتے؟ ابے احمق کہیں کے، تین بجے اٹھ کر ہم زندہ رہ سکتے ہیں، امیر زادے ہیں کوئی مذاق ہے؟ لاحول ولا قوۃ

دل تو چاہتا تھا کہ عدم تشدد کو خیر باد کہہ دوں۔ لیکن پھر خیال آیا کہ بنی نوع انسان کی اصلاح کا ٹھیکہ کیا ہم نے لے رکھا ہے؟ ہمیں اپنے کام سے غرض، لمپ بجھایا اور بڑبڑاتے

ہوئے پھر سو گئے۔ اور پھر حسب معمول بھلے آدمیوں کی طرح نہایت اطمینان سے دس بجے اٹھے۔ بارہ بجے تک ہاتھ منہ دھویا اور چار بجے چائے پی کر ٹھنڈی سڑک کی سیر کو نکل گئے۔

شام کو واپس ہوٹل میں وارد ہوئے، جوش شباب تو ہے ہی، اس پر شام کا رومان انگیز وقت، ہوا بھی نہایت لطیف تھی، طبیعت بھی ذرا مچلی ہوئی تھی۔ ہم ذرا ترنگ میں گاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

کہ اتنے میں پڑوسی کی آواز آئی۔ ''مسٹر''

ہم اس وقت چٹکی بجانے لگے تھے بس انگلیاں وہیں پر رک گئیں۔ اور کان آواز کی طرف لگ گئے ارشاد ہوا ''یہ آپ گا رہے ہیں''

میں نے کہا ''اجی میں کس لائق ہوں۔ لیکن خیر فرمائیے''

بولے۔ ''ذرا ــــ وہ میں ــــ ڈسٹرب ہوتا ہوں''

بس صاحب، ہم میں جو موسیقیت کی روح پیدا ہو گئی تھی، فوراً مر گئی۔ دل نے کہا ''او نابکار انسان دیکھ! پڑھنے والے یوں پڑھتے ہیں'' صاحب خدا کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگی کہ ''خدایا ہم بھی اب باقاعدہ مطالعہ شروع کرنے والے ہیں، ہماری مدد کر اور ہمیں ہمت دے'' آنسو پونچھ کر اور دل مضبوط کر کے میز کے سامنے آ بیٹھے، دانت بھینچ لئے، نکٹائی کھول دی، آستین چڑھا لیں لیکن سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا کریں؟

سامنے سرخ، سبز، زرد بھی قسم کی کتابوں کا انبار لگا تھا، اب ان میں سے کونسی پڑھیں، فیصلہ یہ ہوا کہ پہلے کتابوں کو ترتیب سے میز پر لگا دیں کہ باقاعدہ مطالعے کی پہلی منزل یہی ہے۔

بڑی تقطیع کی کتابوں کو علیحدہ چھوٹی تقطیع کی کتابوں کو سائز کے مطابق علیحدہ رکھ کر قطار میں کھڑا کر دیا۔ ایک نوٹ پیپر پر ہر ایک کتاب کے صفحوں کی تعداد دیکھ کر سب جمع کر لیا پھر پندرہ اپریل تک کے دن گنے۔ صفحوں کی تعداد کو دنوں کی تقسیم پر تقسیم کیا۔ ساڑھے پانچ سو جواب آیا، لیکن اضطراب کی کیا مجال جو چہرے پر ظاہر ہونے پائے۔ دل میں کچھ تھوڑا سا پچھتائے کہ صبح تین بجے ہی کیوں نہ اٹھ بیٹھے لیکن کم خوابی کے طبی پہلو پر غور کیا تو فوراً اپنے آپ پر ملامت کی آخر کار اس نتیجے پر پہنچے کہ تین بجے اٹھنا تو لغو بات ہے البتہ ــ پانچ ــ چھ ــ سات بجے کے قریب اٹھنا نہایت معقول ہوگا صحت بھی قائم رہے گی اور امتحان کی تیاری بھی باقاعدہ ہوگی، ہم خرما و ہم ثواب۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ سویرے اٹھنا ہو تو جلدی ہی سو جانا چاہیے کھانا باہر ہی سے کھا آئے تھے۔ بستر میں داخل ہو گئے، چلتے چلتے خیال آیا کہ لالہ سے جگانے کے لئے کہہ ہی دیں، یوں تو ہماری قوت ارادی کافی زبردست ہے، جب چاہیں اٹھ سکتے ہیں لیکن پھر بھی کیا حرج ہے؟ ڈرتے ڈرتے آواز دی ''لالہ جی'' انہوں نے پتھر کھینچ کر مارا ''بس ــــ''

ہم اور بھی سہم گئے کہ لالہ کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں، تتلا کے درخواست کی کہ لالہ جی، صبح تو آپ کو بڑی زحمت ہوئی، میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کل ذرا مجھے چھ بجے یعنی جس وقت چھ بجیں ــــ میں نے پھر کہا ــــ ''جب چھ بج چکیں تو ــــ نا آپ نے؟'' ''چپ ــــ''

لالہ جی ــــ! کڑکتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ سن لیا۔ چھ بجے جگا دوں گا۔

ہم نے کہا ب ــــ ب ــــ ب ــــ بہت اچھا ''توبہ ــــ'' خدا کسی کا محتاج نہ کرے۔

لالہ جی آدمی شریف ہیں، اپنے وعدے کے مطابق دوسرے دن صبح چھ بجے انہوں نے دروازے پر گھونسوں کی بارش شروع کر دی، ان کا جگانا تو محض ایک سہارا تھا۔ ہم خود ہی انتظار میں تھے کہ یہ خواب ختم ہو لے تو بس جاگتے ہیں، وہ نہ جگاتے تو میں خود ایک منٹ بعد آنکھیں کھول دیتا۔

بہرصورت جیسا کہ میرا فرض تھا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا، انہوں نے اسے اس شکل میں قبول کیا کہ گولہ باری بند کر دی۔

اس کے بعد واقعات ذرا بحث طلب سے ہیں اور ان کے متعلق روایات میں کسی قدر اختلاف ہے، بہر حال اس بات کا تو مجھے یقین ہے اور میں قسم بھی کھا سکتا ہوں کہ آنکھیں میں نے کھول دی تھیں، پھر یہ بھی یاد ہے کہ اٹھنے سے پیشتر دیباچے کے طور پر ایک آدھ کروٹ بھی لی، پھر کا پتہ نہیں، شاید لحاف اوپر سے دبایا، شاید سراسیمی میں لپیٹ دیا، شاید کھانسا کہ خدا جانے خراٹا لیا وغیرہ۔ یہ یقینی امر ہے کہ دس بجے سے پیشتر خدا جانے ہم پڑھ رہے تھے یا سو رہے تھے، نہیں ہمارا خیال ہے، ہم پڑھ رہے تھے یا شاید سو رہے تھے بہرصورت یہ نفسیات کا مسئلہ ہے جس میں آپ ماہر ہیں نہ میں۔

کیا پتہ؟ لالہ جی نے جگایا ہی دس بجے ہو۔ یا اس دن چھ ہی دیر سے بجے ہوں؟ خدا کے کاموں میں آپ کیا دخل دے سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے دل میں پھر یہ شبہ رہا کہ قصور کچھ اپنا ہی معلوم ہوتا ہے، جناب شرافت ملاحظہ ہو کہ اس شبہ کی بنا پر صبح سے شام تک ضمیر کی ملامت سنتا رہا اور اپنے آپ کو سناتا رہا۔ مگر لالہ جی سے ہنس ہنس کر باتیں کیں اور ان کا شکریہ ادا کیا اور اس خیال سے کہ ان کی دل شکنی نہ ہو، حد درجے کی طمانیت ظاہر کی۔ آپ کی نوازش سے میں نے صبح کا سہانا اور روح افزا وقت بہت اچھی طرح صرف کیا، ورنہ اور دنوں کی طرح آج بھی دس بجے ہی اٹھتا۔ لالہ جی صبح کے وقت دماغ کیا صاف ہوتا ہے، جو پڑھو خدا کی قسم یاد ہو جاتا ہے۔ بھئی خدا نے صبح بھی کیا چیز بنائی ہے یعنی اگر صبح بجائے صبح کے شام کو ہوا کرتی تو دن کیا بری طرح کٹتا۔

لالہ جی نے ہماری اس جادو بیانی کی داد دی اور پوچھنے لگے۔

''تو میں آپ کو چھ بجے جگا دیا کروں؟''

میں نے کہا۔

''ہاں ہاں! واہ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ بیشک!

شام کے وقت آنے والی صبح کے مطالعہ کے لئے دو کتابیں چھانٹ کر علیحدہ جوڑ دیں۔ کرسی کو چارپائی کے قریب سرکا لیا۔ اوورکوٹ اور گلوبند کو کرسی پر رکھ کر تکیے کو ٹٹولا۔ تین دفعہ آیت الکرسی پڑھی اور دل میں نہایت ہی نیک منصوبے باندھ کر سو گیا۔ صبح لالہ جی کی پہلی دستک کے ساتھ جھٹ آنکھ کھل گئی، نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ لحاف کی ایک کھڑکی میں سے منہ نکالا، ان کو گڈ مارننگ کہا، اور نہایت بے درد لہجے میں کھانسا، لالہ جی مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

ہم نے اپنی ہمت اور اولوالعزمی کو بہت سراہا کہ ہم آج فوراً ہی جاگ اٹھے، دل سے کہا۔ دل بھیا صبح اٹھنا تو محض ذرا سی بات ہے، ہم یوں ہی اس سے ڈرا کرتے تھے۔ دل نے کہا اور کیا؟ تمہارے تو یوں ہی اوسان خطا ہو جایا کرتے تھے۔

ہم نے کہا ''سچ ہی کہتے ہو'' یعنی ہم سستی اور کسالت کو خود اپنے قریب نہ آنے دیں تو ان کی کیا مجال ہے کہ ہمارے قریب سے بھی گزر جائیں یا ہماری باقاعدگی میں خلل انداز ہوں۔ اس وقت اس شہر لاہور میں ہزاروں ایسے کاہل لوگ ہیں گے جو دنیا و مافیہا سے بے خبر نیند کے خراٹے اڑاتے ہوں گے اور ایک ہم ہیں کہ ادائے فرض کی خاطر نہایت شگفتہ طبعی اور غنچہ دہنی سے جاگ رہے ہیں۔ بھئی کیا برخوردار سعادت آثار واقع ہوئے ہیں۔ ناک کو سردی سی محسوس ہوئی تو اس کو ذرا سا یونہی لحاف کی اوٹ میں کر لیا۔ اور پھر سوچنے لگے ____ ''خوب، تو ہم آج کیا وقت پر جاگے ہیں، بس ذرا اس کی عادت ہو جائے تو باقاعدہ قرآن مجید کی تلاوت اور فجر کی نماز بھی شروع کر دیں گے، آخر مذہب سب سے مقدم ہے۔ ہم بھی کیا روز روز الحاد کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں۔ نہ خدا کا ڈر، نہ رسول کا خوف سمجھتے ہیں کہ بس اپنی محنت سے امتحان پاس کر لیں گے، اکبر بیچارہ یہ کہتا کہتا مر

گیا، لیکن ہمارے کانوں پر جوں تک نہ چلی، لحاف کانوں پر سرک آیا ــــ تو گویا ہم لوگوں سے پہلے جاگے ہیں ــــ بہت ہی پہلے ــــ یعنی کالج شروع ہونے سے بھی چار گھنٹے پہلے کی بات ہے!

خداوند، یہ کالج والے بھی کس قدر درست ہیں، ہر ایک مستعد انسان کو چھ بجے تک قطعی جاگ اٹھنا چاہیے، سمجھ میں نہیں آتا کہ کالج سات بجے کیوں نہ شروع ہوا کرے۔

(لحاف سر پر) بات یہ ہے کہ تہذیب جدید ہماری تمام اعلیٰ قوتوں کی بیخ کنی کر رہی ہے۔ عیش پسندی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ آنکھیں بند۔ تو اب چھ بجے ہیں گویا تین گھنٹے مطالعہ کیا جاسکتا ہے، سوال یہ ہے کہ کون سی کتاب پڑھیں، شیکسپیئر یا ورڈزورتھ؟ میں جانوں شیکسپیئر بہتر ہوگا، اس کی عظیم الشان تصانیف میں خدا کی عظمت کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور صبح کے وقت اللہ میاں کی یاد سے بہتر اور کیا چیز ہوسکتی ہے؟

پھر خیال آیا، دن کو جذبات کی محشرستان سے شروع کرانا ٹھیک نہیں، ورڈزورتھ پڑھیں۔ اس کے اوراق میں فطرت کو سکون و اطمینان میسر ہوگا اور دل و دماغ کی خاموش دل آویزیوں سے ہلکے ہلکے لطف اندوز ہوں گے ــــ لیکن شیکسپیئر ـ نہیں ورڈزورتھ ہی ٹھیک رہے گا ـ شیکسپیئر ـ ہیملٹ ـ لیکن ورڈزورتھ کی لیڈی لیکتھ ـ دیوانگی ـ سبزہ زار ـ سنجر ـ ہلو بہاری ـ صید ہوس کشمیر ـ میں آفت کا پرکالا ہوں۔

یہ معمہ اب فلسفہ مابعد الطبعیات ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم نے لحاف سے سر باہر نکالا تو ورڈزورتھ پڑھنے کا ارادہ کیا تو دس بج رہے تھے۔ اس میں نہ معلوم کیا بھید ہے۔

کالج کے ہال میں لالہ جی ملے، کہنے لگے "مسٹر! صبح میں نے آپ کو آواز دی تھی۔ آپ نے جواب نہ دیا۔

میں نے زور سے قہقہہ لگا کر کہا "او ہو لالہ جی، یاد نہیں میں نے آپ کو گڈ مارننگ کہا تھا؟ میں تو پہلے ہی سے جاگ رہا تھا۔

بولے "وہ تو ٹھیک ہے لیکن بعد میں ــــ اس کے بعد کوئی سات بجے کے قریب میں نے آپ سے تاریخ پوچھی تھی۔ آپ بولے ہی نہیں"

ہم نے نہایت تعجب کی نظروں سے انہیں دیکھا، گویا وہ پاگل ہوگئے ہیں۔ اور پھر ذرا متین چہرہ بنا کر ماتھے پر تیوریاں چڑھائے غور و فکر میں مصروف اور معشوقانہ انداز سے مسکرا کے کہا۔ ہاں ٹھیک ہے، میں اس وقت ــــ اے ــــ اے نماز پڑھ رہا تھا۔

لالہ جی مرعوب ہو کر چل دیئے اور ہم زہد و تقویٰ کی تسکین میں سر نیچا کئے کمرے کی طرف چل آئے۔

اب یہی روزمرہ کا معمول ہوگیا ہے۔ جاگنا نمبر ۱ چھ بجے، جاگنا نمبر ۲ دس بجے اور اس دوران لالہ جی کی آوازیں تو نماز......

قسط نمبر ۹

عربی شاعری

(مکرم مقبول احمد ظفر صاحب)

مخضرمی شعراء

اس سے قبل مخضرمی شعراء یعنی وہ شعراء جنہوں نے بحیثیت شعراء دونوں زمانے یعنی زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام پائے، کے ذکر میں حضرت کعب بن زہیر ابن اَبی سلمی کا ذکر گذر چکا ہے۔

اس قسط میں ایک اور مخضرمی شاعر حضرت حسان بن ثابت کے حالات زندگی اور ان کی شاعری کے بارے میں کچھ قلم زن کیا جائے گا۔ تمام مخضرمی شعراء میں سے حضرت حسان بن ثابتؓ کا مقام و مرتبہ اور شہرت سب سے بلند اور ارفع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اس طبقہ کے شعراء میں سے سب سے پہلے ایمان لائے اور قریش کے خلاف اور آنحضرت ﷺ کے حق میں اپنی کاٹ دار ہجو کی وجہ سے آپ شاعر رسول ﷺ کا درجہ پا گئے اور مسلمانوں اور مشرکین کے حلقوں میں آپ کی شاعری کا ڈنکا بجنے لگا۔

آپ کی کنیت ابوالولید تھی آپ کی والدہ کا نام فریعۃ تھا جو خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے اور جب آنحضرت ﷺ ھجرت کر کے مدینہ متمکن ہوئے تو آپؓ نے بھی دوسرے انصار کے ساتھ اسلام قبول کر لیا اور انصاری کہلائے اور اس طرح آپ ابوالولید حسان بن ثابتؓ الانصاری کے نام سے مشہور ہوئے۔

زمانہ جاہلیت میں شاعری ہی کو آپ نے اپنا ذریعہ معاش بنایا ہوا تھا چنانچہ آپ سلطنت مَنَاذِرَة جو عراق کے علاقوں پر قائم تھی کے بادشاہوں اور سلطنت غَسَاسِنَة جو بلادِ حوران یعنی شام اور مشرقی اردن پر قائم تھی کے بادشاہوں کی مدح کرتے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ہجو کہتے اور بے شمار انعام و اکرام پاتے۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی یہ عیسائی بادشاہ آپ کی طرف تحفے تحائف بھیجتے رہے چنانچہ آپ کے پاس قسطنطنیہ سے قبولیت اسلام کے بعد بھی مسلسل تحائف آتے رہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے بادشاہوں کے درباروں کو خیر باد کہا اور آنحضرت ﷺ کی روحانی سلطنت کے دربار کے شاعر بن گئے۔ جب قریش مکہ کی آنحضرت ﷺ کے خلاف ھجو کے ذریعہ ایذاء رسانی اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تو آپ نے ایک روز صحابہ سے فرمایا کہ وہ جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مدد اسلحہ سے کرتے ہیں انہیں کون سی چیز روکتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد اپنی زبانوں سے نہ کریں۔

مراد یہ تھی کہ مسلمان بھی مشرکین کی ھجو کا جواب دیں۔ اس پر حسان بن ثابتؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں حاضر ہوں اور اس زبان کے بدلہ اگر مجھے بصریٰ اور صنعاء کے برابر لمبی زبان بھی ملے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا یعنی میری یہ زبان اپنی تیزی اور کاٹ کے لحاظ سے بے مثل اور بے نظیر ہے اور کوئی اور زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نیز اپنی زبان کے بارے میں کہا کہ خدا کی قسم یہ زبان اتنی تیز ہے کہ اگر اسے میں بالوں پر رکھوں تو انہیں مونڈ دے اور اگر کسی چٹان پر اسے چلاؤں تو اسے یہ پھاڑ کر رکھ

دے۔

(الشعر والشعراء لابن قتیبہ ذکر حسان بن ثابت نیز تاریخ الادب العربی لاحمد حسن الزیات تحت حسان بن ثابت)

یہ سن کر آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم قریش کی ہجو کس طرح کرو گے جب کہ وہ میرا ہی قبیلہ ہے تو آپؓ نے عرض کیا کہ اُس ھجو میں سے میں آپ کو اس طرح بچا کر باہر نکال لوں گا جس طرح کہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال باہر نکال لیا جاتا ہے۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُھْجُھُمْ وَمَعَکَ رُوْحُ الْقُدُسِ کہ ان کی ھجو کرو روح القدس تمہارے ساتھ ہو۔اور پھر ایسا ہی ہوا آپ نے روح القدس کی مدد سے وہ عظیم الشان ھجو کہی کہ کفار شعراء کے منہ بند ہو گئے۔

آپ کی شاعری

آپ کی زمانہ جاہلیت کی شاعری میں فخر، حماسہ، مدح اور ھجو کے مضامین غالب ہیں۔ان تمام پرجوش مضامین کے پیش نظر آپ کی شاعری بڑی پرشوکت اور تیز وطرار اسلوب کی حامل ہے۔اسلام قبول کر لینے کے بعد مذہبی رواداری اور اسلامی تہذیب کے اثرات سے یہ شاعری غیر مناسب جوش کے جذبات سے مبرا ہو کر متانت اور وقار کے اسلوب کی حامل ہو کر ابھری۔اس وجہ سے بظاہر پہلے شعرانہ محرکات مدھم پڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ کی زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام کی شاعری کا موازنہ کرتے ہوئے اُصمی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی شاعری شر پسند موضوعات میں زوردار تھی اور اسلامی خیر آنے کے بعد اس کا زور ختم ہو گیا۔

(الشعر والشعراء لابن قتیبہ ذکر حسان بن ثابت)

قریش کے خلاف اپنے مشہور ھجو یہ شعروں میں فرماتے ہیں:-

(ترجمہ) ابوسفیان کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ اب معاملات واضح ہو گئے ہیں اور سچ اور جھوٹ کے پردے اُٹھ چکے ہیں اور یہ کہ ہماری تلواروں نے تمہیں غلام بنا کر رکھ دیا ہے اور عبدالدار کی سرداری اب مردوں کی بجائے لونڈیوں نے اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے۔تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی ہے اور میں اُس کا جواب دے رہا ہوں اور خدا کے حضور سے مجھے اس کا اجر ملے گا۔کیا تو اُس کی ہجو کر رہا ہے جس کی تو پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔تم دونوں میں سے جو بدترین ہے وہ بہترین شخص یعنی حضرت محمدؐ پر قربان ہے میری زبان ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے اُس میں کوئی عیب نہیں اور میرے فصاحت و بلاغت کے دریا کو چند ڈول گندا نہیں کر سکتے۔میرا باپ میری ماں اور میری آبرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کو تمہاری دست درازیوں سے بچانے کے لئے بطور ڈھال کے قربان ہو۔

آپ ۵۴ ھ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔آخری عمر میں آپ کی بینائی ختم ہو گئی تھی۔آپ وہ عظیم الشان باسعادت شاعر ہیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تعریف کی اور اس آخری زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آپ کے ایک نعتیہ قصیدہ کے ان اشعار

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْکَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

پڑھتے ہوئے نہایت رقت آمیز انداز میں اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کاش یہ اشعار میں نے کہے ہوتے۔

☆☆☆

اب آسماں کی گواہی پہ فیصلہ ہوگا

نکل کے دیکھ تری دید کا گدا ہوگا
ہرا ہی سر تری دہلیز پر دھرا ہوگا

تماشہ بن کے میں ہر آنکھ سے گذرتا ہوں
کہیں تو تُو کسی چشمِ فسوں میں وا ہوگا

زمیں کا بوجھ بنا ہوں تو اب یہ سوچتا ہوں
زمیں کا بوجھ اُٹھانا پڑا تو کیا ہوگا

مَیں خشک پتوں میں شامل ہوں اے شجر میرے
ہرا بھرا مجھے کر دے ترا بھلا ہوگا

اب اپنے خواب کے اندر بکھر رہا ہے وجود
اگر یہ خواب نہ ٹوٹا تو جانے کیا ہوگا

عجیب بزم ہے میری عجیب تنہائی
وہ مجھ کو خلوت و جلوت میں دیکھتا ہوگا

یہ قصرِ شاہ نہیں جھونپڑی فقیر کی ہے
تو جیسا وقت بھی آئیگا در کھلا ہوگا

تمہیں زمیں کی عدالت پہ ناز ہے تو رہے!
اب آسماں کی گواہی پہ فیصلہ ہوگا

اسے نصیب ہو بیعت جو میرے سورج کی
تو یہ زمانہ زمانوں کا پیشوا ہوگا

(ناصر احمد سیّد)

دیرینہ خادم سلسلہ، معروف شاعر، بلندپایہ قلمکار

محترم ثاقب زیروی صاحب انتقال فرما گئے

احباب جماعت کو دلی افسوس اور غم کے ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ نصف صدی تک صحافت کے میدان میں بے پناہ خدمات سرانجام دینے والے بلند پایہ قلمکار، عالمی شہرت یافتہ شاعر، مترنم نظم خواں، بانی وایڈیٹر ہفت روزہ لاہور محترم ثاقب زیروی صاحب مورخہ ۱۳ جنوری ۲۰۰۲ء بروز اتوار آٹھ بجے شب لاہور میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۴ سال تھی۔ آپ گزشتہ کئی سالوں سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔

نماز جنازہ

مورخہ ۱۴ جنوری بروز سوموار صبح ساڑھے آٹھ بجے دارالذکر لاہور میں آپ کی نماز جنازہ محترم چوہدری حمید نصراللہ صاحب امیر ضلع لاہور نے پڑھائی۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کا جسد خاکی دوپہر سے قبل دارالضیافت ربوہ میں پہنچا۔ بیت المبارک میں بعد نماز ظہر آپ کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

خاندان وابتدائی حالات

آپ کا اصل نام چوہدری محمد صدیق تھا لیکن ثاقب زیروی کے نام سے شہرت پائی۔ آپ کے والد حضرت حکیم مولوی اللہ بخش خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جو زیرہ ضلع فیروزپور کے ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے انہیں ۱۹۰۵ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ محترم ثاقب زیروی صاحب کی پیدائش اندازاً ۱۹۱۸ء کی ہے۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے میٹرک پاس کیا۔ اس کے بعد ادیب فاضل، منشی فاضل اور بی۔اے بھی کیا۔ میٹرک کے بعد ٹائپ وشارٹ ہینڈ سیکھ کر آپ نے سیشن کورٹ میں ملازمت کی اور ۱۹۳۷ء میں ملازمت ترک کردی اور لاہور آ گئے۔ یہاں احسان دانش کے رسالہ ''گنجینۂ اردو'' کے نائب مدیر مقرر ہوئے۔ دو سال بعد رسالہ بند ہوگیا تو ۱۹۳۹ء میں کوآپریٹو میں ملازمت کرلی۔

جماعتی خدمات

۱۹۴۵ء میں آپ قادیان گئے (قادیان اکثر تعطیلات میں جایا کرتے تھے) تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطبہ سنا جس میں آپ نے وقف کی تحریک کی تھی چنانچہ آپ نے وقف کی درخواست دے دی اور ۱۹۴۶ء میں آپ کا وقف منظور ہوگیا۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کو صحافت کی عملی ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے روزنامہ ''انقلاب'' لاہور کے ایڈیٹر جناب عبدالمجید سالک کے پاس بھجوایا جہاں دو سال تک ٹریننگ لی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے حضرت مصلح موعود کو صحافت کی ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد رپورٹ کی۔ تقسیم کے بعد حالات یکسر بدل چکے تھے۔ حضور نے آپ کو اپنا پریس سیکرٹری مقرر فرمایا اس کے علاوہ آپ روزنامہ الفضل اور بعض دوسرے دفاتر کے ساتھ بھی منسلک رہے۔ ۱۹۵۲ء میں حضرت مصلح موعود کی اجازت سے رسالہ ''لاہور'' جاری

کیا۔لاہور کی جماعت میں آپ کو نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔اپنی تحریروں کے علاوہ جماعت کی خاموش خدمت کی بھی توفیق پائی۔وفات کے وقت آپ جماعت لاہور کے سیکرٹری امور خارجہ کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے۔

شاعری اور صحافت

آپ کو جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعود کا کلام سالہا سال تک پڑھنے کا اعزاز حاصل ہے۔اس کے علاوہ اپنی نظمیں بھی مسحور کن مترنم آواز میں سنایا کرتے تھے۔آپ نے ۱۹۳۹ء کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع سے نظم خوانی کا آغاز کیا اور نصف صدی تک یہ سلسلہ جاری رہا۔آپ کو جلسہ سالانہ قادیان ،ربوہ اور لنڈن میں نظم خوانی کا اعزاز حاصل ہے۔آپ نے صحافتی زندگی کا آغاز تو ۱۹۳۷ء میں کر دیا تھا جب احسان دانش کے رسالہ ''گنجینۂ اردو'' کے نائب مدیر تھے پھر حضرت مصلح موعود کی ہدایت پر آپ نے تقریباً دو سال تک جناب عبدالمجید سالک کے پاس رہ کر عملی ٹریننگ لی اور ایک منجھے ہوئے صحافی کے طور پر اپنے آپ کو دوران ٹریننگ منوالیا جس کا اظہار جناب سالک نے بھی کیا۔۱۹۵۲ء سے ۲۰۰۲ء تادم آخر پچاس سال تک ہفت روزہ لاہور کی ادارت کر کے آپ نے صحافتی جوہر دکھائے آپ کے زوردار اداریئے،حقائق پر مبنی شذرات،تاریخی حوالوں سے آراستہ مضامین،ادب کے شہ پارے،تنقید کے شاہکار یادگار کے طور پر رسالہ لاہور میں محفوظ ہیں۔ہفت روزہ لاہور سولو جرنلزم (یک رکنی صحافت) کا مظہر تھا۔جس میں آپ کئی قلمی ناموں مثلاً راہ گیر،ابن سبیل، ابوطاہر فارانی،مولانا صدیق الحسن نعمانی وغیرہ ناموں سے لکھتے تھے۔ریڈیو پاکستان سے ایک عرصہ تک آپ کے سیاسی تبصرے نشر ہوتے رہے۔جناب سالک کے اخبار انقلاب میں آپ کی غزلیں، نظمیں آغاز جوانی سے ہی چھپنی شروع ہو گئی تھیں۔ جماعتی اخبارات و جرائد میں آپ کا کلام نصف صدی سے اشاعت پذیر ہوتا رہا۔پاکستان بننے کے بعد آپ ریڈیو پاکستان کے مشاعروں اور ملک کے مشاعروں کی جان ہوا کرتے تھے۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر بھی آپ نے مشاعروں میں شرکت کی۔ آپ ادبی حلقے میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔۱۹۷۴ء کے بعد آپ پر سرکاری میڈیا کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔لیکن ملک کے ادبی حلقے آپ کی شاعری کے ہمیشہ ہی معترف رہے۔آپ کے متعدد شعری مجموعے منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔خدام الاحمدیہ نے قیام پاکستان سے قبل ''ہمارے نغمے'' کے عنوان سے آپ کا ایک کتابچہ شائع کیا۔ ایک مجموعہ ''ماہ کامل'' کے نام سے شائع ہوا۔دوسرے مجموعوں میں دور خسروی، شہاب ثاقب، نوید منزل اور تازہ مجموعہ نعت ''آہنگ حجاز'' شائع ہوا ہے۔آپ کو کئی مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔خصوصاً جماعت کے خلاف جاری آرڈیننس کے حوالے سے متعدد مقدمات سے گزرنا پڑا۔

اولاد و پسماندگان

آپ نے اپنے پسماندگان میں اپنی اہلیہ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔مکرم طاہر محمود صاحب زونل چیف نیشنل بنک آف پاکستان بہاولنگر۔

۲۔مکرم ظاہر فاروق صاحب مقیم کینیڈا بزنس مین ہیں۔

۳۔مکرم انور مسعود احمد صاحب ایم ایس سی فزکس۔

۴۔مکرم یاسر منصور احمد صاحب پرنٹر و پبلشر ہفت روزہ لاہور۔

محترم ثاقب زیروی صاحب کی شخصیت محنت، تنظیم، وقف اور جہد مسلسل سے عبارت تھی۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ وابستگی اور سچی وفاداری رکھتے تھے۔آپ ایک نڈر، غیرت مند اور بااصول آدمی تھے اور کبھی اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔اللہ تعالیٰ محترم ثاقب زیروی صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔آمین

☆☆☆

لیموں

(مرسلہ: مکرم حکیم منور احمد صاحب۔ چک چٹھہ)

مشہور نام اردو (لیموں) پنجابی (نیبو یا نیمبو) انگریزی (لیمن) عربی (قامص)۔

لیمن ایک مشہور ترین پھل ہے جو سارا سال ملتا رہتا ہے۔ لیمن کا وزن تقریباً ایک سے تین تولہ تک ہو جاتا ہے۔ لیمن کی کئی قسمیں ہیں لیکن کاغذی لیمن کا رنگ سبز اور پختہ پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ لیمن میں سٹرک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ لیمن کی ہر جگہ پاک و ہند میں کاشت ہوتی ہے۔ مزاج کے لحاظ سے لیمن سرد تر درجہ دوم میں ہے۔ لیمن کا ذائقہ نہایت ترش ہوتا ہے۔ لیمن مفرح قلب اور مبرد، دافع صفراء۔ اس لئے اسے ملیریا اور دوسرے بخاروں میں خام یا پختہ شربت یعنی سکنجبین بنا کر پلاتے ہیں۔ لیمن کا استعمال سوزش اور پیاس کو رفع کرتا ہے۔ صفراوی متلی اور قے روکتا ہے۔ ملیریا بخار میں نمک اور مرچ سیاہ کے ہمراہ چوسنا حرارت کو کم کرتا ہے۔ لیمن مقوی معدہ اور ہاضمہ ہے۔ معدہ اور ہاضمہ کی تمام خرابیوں کے علاوہ ملیریا معیادی بخار، کھانسی نزلہ زکام، کثرت صفراء اور جلدی امراض میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک بڑے لیمن میں ۵۰ ملی گرام وٹامن سی پائے جاتے ہیں۔ ترکاری اور سالن میں لیموں کا رس ڈال کر کھانا اچھی عادت ہے۔ لیمن کے چھلکے سے روغن لیموں تیار کیا جاتا ہے۔ جو دوسرے درجہ میں گرم خشک ہے۔ لیمن کا چھلکا ایٹم اور ہائیڈروجن بم کے دھماکوں سے پیدا ہونے والی تابکاری شعاعوں سے نجات دلا سکتا ہے۔ لیمن کا رس جلد کو صاف کرنے اور چہرہ کو نکھارنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ لیمن کے رس کے برابر وزن نمک ملا دینے سے ایک ایسا مرکب تیار ہوتا جاتا ہے جو ریشمی کپڑوں سے داغ دھبے آسانی سے مٹا دیتا ہے۔ تاریخی لحاظ سے لیمن کا ذکر بہت پرانا ملتا ہے۔ برطانیہ میں چار سو سال پہلے کی کتب میں لیمن کا ذکر ملتا ہے۔ اٹلی میں سولہ سو سال قبل لوگ لیمن سے استفادہ کرتے تھے۔ مشرق وسطیٰ کے بعض مقامات سے کھدائی کے دوران لیمن کے بیج دستیاب ہوئے۔ ان بیجوں کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ چار ہزار سال قبل مسیح کے ہیں۔ لیمن کا اچار امراض طحال یعنی (تلی) کے لئے سودمند ہے۔ لیمن سے سرکہ، اچار، مربہ، شربت، جام اور چٹنیاں تیار کی جاتی ہیں۔

لیمن کے چند نسخے درج ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ نمبر۱: نشادر اور رس لیموں برابر وزن دھدر پر لگانے سے مرض چلا جاتا ہے۔ نمبر۲: آتشک کے زخموں پر رس لیموں میں ہلیلہ سیاہ گھس کر لگانے سے زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ نمبر۳: مغز جمالگوٹہ چار ماشہ دار چکنہ ایک ماشہ رس لیموں میں باریک گھوٹ کر لگانے سے برسوں پرانی دھدر چنبل ٹھیک ہو جاتی ہے۔ نمبر۴: سمندر جھاگ اور لیموں کا رس برابر وزن باریک کرکے چہرہ پر لگانے سے چھائیاں اور کیل دور ہو جاتے ہیں۔ نمبر۵: مردہ سنگ کو لیموں کے رس میں کھرل کرکے زخموں کے داغوں پر چند مرتبہ لیپ کیا جائے تو داغ مٹ جاتے ہیں۔ نمبر۶: خالص عرق گلاب میں لیموں کا رس برابر وزن ملا کر چہرہ پر لگانے سے جلد نرم چمک دار ہو جاتی ہے۔ اور چہرہ کے بدنما داغ دھبے مٹ جاتے ہیں۔

☆☆☆

تبصرہ کتب

''تحریک آزادی کشمیر اور جماعت احمدیہ''

(مکرم حافظ راشد جاوید صاحب۔ ربوہ)

''تحریک آزادی کشمیر اور جماعت احمدیہ'' کے نام سے شائع ہونے والی کتاب جو کہ ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنف محترم شیخ عبدالماجد صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس سے قبل بھی آپ کی دو تصنیفات ''اقبال اور احمدیت'' اور ''فکر اقبال اور تحریک احمدیہ'' کافی معروف ہیں اور اقبالیات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

زیرنظر کتاب میں محترم شیخ عبدالماجد صاحب نے کشمیر کے حوالے سے جماعت احمدیہ کی خدمات کو نہایت عمدہ پیرایہ اور مدلل انداز میں بیان کرتے ہوئے تمام مفید حوالہ جات یکجائی طور پر پیش کر دیئے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں اس وقت بنیادی تنازعہ کی وجہ بننے والا مسئلہ کشمیر آج کل پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اور اس وقت پاکستان میں بھی اس کے حق میں زور و شور سے تحریک چلائی جا رہی ہے۔ لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ کشمیر کے بارے میں یہ نعرے تو بلند کئے جاتے ہیں کہ اسے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے لیکن جن کی شبانہ روز کوششوں سے یہ قراردادیں منظور ہوئیں اور جنہوں نے اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے دشمن کے منہ بند کر دیئے ان کا ذکر تک نہیں کیا جاتا اور اس طرح وطن عزیز میں آج کل جو تعصب اور جہالت کی مسموم ہوائیں چل رہی ہیں ان کے ذریعہ تاریخ کو مسخ کیا جا رہا ہے اور تاریخ مسخ کرنے والوں میں نمایاں طور پر وہی ٹولہ ہے جس نے اپنے مخصوص مفادات کی خاطر تحریک کشمیر کو پہلے بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا اور اب یہ پاکستان کی جڑوں میں فرقہ واریت کا زہر گھولنے میں مصروف ہے۔ مصنف کتاب ہذا نے بہت عمدہ پیرایہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے قارئین کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کی سعی کی ہے۔ گیارہ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں مصنف نے تاریخی حقائق سے نقاب اٹھاتے ہوئے بتایا ہے کہ وہی کشمیر جنت نظیر جہاں بسنے والے مسلمانوں کو اس وقت کے ڈوگرہ راج میں بنیادی انسانی حقوق ملنا تو درکنار ان کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اہل کشمیر کی اس حالت زار میں اس وقت بہتری کے آثار ہویدا ہونے لگے جب ۱۹۳۱ء میں ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' کی صدارت جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے سنبھالی۔ صدر کمیٹی کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں وہ بے بس کشمیری مسلمان جن کو انسانیت کے ابتدائی حقوق بھی حاصل نہیں تھے اور جو بے زبان مویشیوں کی حیثیت رکھتے تھے وہ شہریت کے بنیادی حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن پھر بعض مسلمان اپنے محدود مفادات کے پیش نظر مخالفین کے ہتھے چڑھ گئے جس سے تحریک کشمیر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا جس کا ازالہ ابھی تک نہیں ہو سکا۔ اس کتاب میں مصنف نے حضرت امام

جماعت احمدیہ کی قیادت میں کشمیر کمیٹی کی خدمات اور اس پر علامہ اقبال اور بعض دیگر زعماء کی طرف سے خراج تحسین کو حوالوں سے مزین کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔ اور قیام پاکستان کے معاً بعد جب پھر کشمیر جنت نظیر کو دہکتی ہوئی آگ میں دھکیلنے کی کوشش ہو رہی تھی تو جماعت احمدیہ نے فرقان بٹالین کی صورت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن پر اپنے تو اپنے پرائے بھی خراج تحسین پیش کئے بغیر نہ رہ سکے۔

پھر اسی پر بس نہیں اقوام متحدہ کی وہ تاریخی قرارداد جس پر آج تحریک کشمیر کی بناء کی جارہی ہے اس قرارداد کو منظور کرانے والا بطل جلیل بھی احمدی تھا۔ محترم حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے کشمیر کمیشن کا جو تقرر کرایا اس پر نوائے وقت کے ایڈیٹر حمید نظامی یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ "ظفر اللہ خان کا ایسا کارنامہ ہے جسے مسلمان کبھی نہ بھول سکیں گے" یہ وہ بطل جلیل تھا جس کے بارے میں بانی پاکستان حضرت قائداعظم نے اقوام متحدہ میں پاکستانی سفیر کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا تھا کہ "ہمارے پاس ظفر اللہ خان جیسی قابلیت رکھنے والوں کی کمی ہے۔ اس لئے پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے ہماری نظریں بار بار ظفر اللہ خان کی طرف اٹھتی ہیں"۔ غرض کشمیر کے حوالے سے جماعت احمدیہ کی جو خدمات ہیں یہ کتاب بہت عمدہ طور پر ان کا احاطہ کرتی ہے اور آج کل جب کہ جماعت احمدیہ سے تعصب کی بدولت بعض مفاد پرست تاریخ ہی کا حلیہ بگاڑنے میں لگے ہوئے ہیں یہ کتاب تاریخی حقائق کو صحیح تناظر میں جاننے کی خواہش رکھنے والوں اور خصوصاً نئی نسل کے لئے بہت مفید ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ مصنف کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کتاب کو نافع الناس بنائے۔ آمین

☆☆☆

شادی خانہ آبادی

ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان کے مینیجر مکرم سلطان احمد خالد صاحب کی شادی خانہ آبادی مورخہ 20 دسمبر 2001ء کو ربوہ میں ہوئی۔ محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب ناظر تعلیم القرآن نے مکرمہ رفعت داؤد صاحبہ بنت مکرم چوہدری داؤد احمد صاحب مرحوم فیکٹری ایریا ربوہ کے ہمراہ نکاح کا اعلان کیا۔

21 دسمبر 2001ء بروز جمعۃ المبارک ایوان محمود ربوہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ تقریب کے آخر پر مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دعا کروائی۔ مکرم سلطان احمد خالد صاحب مکرم مبارک احمد خالد صاحب (مرحوم) سابق مینیجر و پبلشر خالد و تشحیذ کے فرزند ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رشتہ کو جانبین کیلئے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ (آمین)

کراں کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت

مکرم مبشر احمد خالد صاحب آف آسٹریلیا ابن مکرم مبارک احمد خالد صاحب (مرحوم) سابق مینیجر و پبلشر خالد و تشحیذ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 26 دسمبر 2001ء کو جڑواں بیٹوں سے نوازا ہے۔ جن کے نام حضور انور نے ازراہ شفقت "فرحان احمد خالد" اور "احسان احمد خالد" تجویز فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

پروگرام شعبہ تعلیم

نئے سال 2002-2001ء میں شعبہ تعلیم آپ کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ یہ وہ بنیاد ہے جسے باقی تمام شعبہ جات کی ترقی کیلئے مضبوط طور پر استوار کرنا ضروری ہے۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں پوری کوشش فرمائیں گے۔

نماز باترجمہ، قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی طرف خدام کو راغب کریں۔ نیز مضمون نویسی اور مقالہ نویسی کے مقابلوں کی طرف بھی خدام کی راہنمائی فرمائیں۔ امسال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے خدام کے بھرپور استفادہ کی خاطر یہ پروگرام بنایا گیا ہے کہ ہر وہ خادم جو روحانی خزائن کی ایک جلد مکمل پڑھے گا اس کے لئے خوبصورت سند جاری کی جائیگی۔ اس سلسلہ میں خدام قائد صاحب مجلس کی تصدیق سے اپنی رپورٹ شعبہ تعلیم کو بھجوا سکتے ہیں۔ مقررہ کتابوں کی فہرست اور مضمون نویسی/مقالہ نویسی کے عناوین آپ کے ریکارڈ کی خاطر تحریر ہیں۔

اہم ٹارگٹ: دوران سال بھرپور انداز میں یہ کوشش فرمائیں کہ سلسلہ کا ہر ایک خادم نماز سادہ اور باترجمہ سیکھ لے۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں پوری سعی فرمائیں گے۔ (فجزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء)

مضمون نویسی

1-	پہلی سہ ماہی	مہمان نوازی	آخری تاریخ۔ 15 جنوری 2002ء
2-	دوسری سہ ماہی	شجاعت نبوی	آخری تاریخ۔ 15 اپریل 2002ء
3-	تیسری سہ ماہی	وقف زندگی	آخری تاریخ 15 جولائی 2002ء
4-	چوتھی سہ ماہی	خدام الاحمدیہ کا تعارف	آخری تاریخ 15 اکتوبر 2002ء

سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی - "جلسہ سالانہ کی برکات" آخری تاریخ 31 اگست 2002ء

مطالعہ کتب خدام الاحمدیہ برائے سال 2002ء 2001ء

۱۔ نومبر 2001ء خطبہ الہامیہ (اردو ترجمہ)، ۲۔ دسمبر، گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، ۳۔ جنوری 2002ء دعوت الی اللہ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشادات پر مشتمل کتابچہ)، ۴۔ فروری، تحفہ گولڑویہ (نصف اول)، ۵۔ مارچ، تحفہ گولڑویہ (نصف آخر)، ۶۔ اپریل، اربعین، ۷۔ مئی، ایک غلطی کا ازالہ، ۸۔ جون، الھدی، ۹۔ جولائی، نزول المسیح (نصف اول)، ۱۰۔ اگست، نزول المسیح (نصف آخر)، ۱۱۔ ستمبر، کشتی نوح، ۱۲۔ اکتوبر، رسالہ تحفۃ الندوہ

چند ضروری امور

1۔ روحانی خزائن کی ایک جلد مکمل پڑھنے والے خدام کے نام سند جاری کی جائے گی۔

2۔ مقابلہ مضمون نویسی کے لئے مضامین 4 صفحات سے کم اور 7 صفحات سے زائد نہ ہو۔

3۔ نماز سادہ اور باترجمہ جاننے والے خدام کا ضلع کی سطح پر ریکارڈ تیار کروائیں اور ایک کاپی مرکز بھی ارسال فرمائیں۔

4۔ شعبہ تعلیم نے نماز باترجمہ شائع کی ہوئی ہے آپ اپنی ضرورت کے مطابق نماز مرکز سے منگوا سکتے ہیں۔ ایک نماز کی قیمت صرف دو روپے مقرر کی گئی ہے۔ (منجانب مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

ہاکی ورلڈ کپ 2002ء

(قیصر محمود۔ دارالعلوم جنوبی ربوہ)

ہاکی کا دسواں ورلڈ کپ 25 فروری سے ملائیشیا کے شہر کوالالمپور میں شروع ہو رہا ہے جو 9 مارچ تک جاری رہے گا۔ اس بار اس ورلڈ کپ میں سولہ ٹیمیں حصہ لیں گی جن کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ٹیم اپنے پول میں سات میچ کھیلے گی۔ ہر پول سے دو سرفہرست ٹیمیں سیمی فائنل کے لئے کوالیفائی کریں گی۔ اس سے پہلے کہ ہم اس ورلڈ کپ کے متعلق مزید بات کریں آپکو اب تک کھیلے گئے ہاکی ورلڈ کپ کی مختصر تاریخ بتاتے جاتے ہیں۔ پہلا ورلڈ کپ 1971ء میں اسپین کے شہر بارسلونا میں کھیلا گیا۔ اس ورلڈ کپ میں پاکستان کی ہاکی ٹیم نے رائٹ آؤٹ خالد محمود کی قیادت میں شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا اور فائنل میں میزبان ملک کو صفر کے مقابلہ میں ایک گول سے شکست دی۔ پاکستان کی طرف سے تنویر ڈار نے ورلڈ کپ میں 8 گول اسکور کئے۔ انڈیا کی ٹیم نے اس ٹورنامنٹ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ 1973ء میں ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈیم میں کھیلا جانے والا دوسرا ورلڈ کپ میزبان ملک ہالینڈ نے جیتا۔ اس ورلڈ کپ میں انڈیا نے دوسری اور مغربی جرمنی نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پاکستان وکٹری اسٹینڈ پر اپنی جگہ نہ بنا سکا اور چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ اس ورلڈ کپ میں بھی تنویر ڈار نے ایک بار پھر اچھے کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے 7 گول اسکور کئے۔ تیسرا ورلڈ کپ (1975ء) ملائیشیا کے شہر کوالالمپور میں کھیلا گیا۔ اس بار فائنل میچ دو ہمسایہ ممالک انڈیا اور پاکستان کے درمیان تھا۔ میدان انڈیا کی ٹیم کے ہاتھ رہا اور اس نے پہلی بار عالمی چمپیئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ مغربی جرمنی کی ٹیم نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ چوتھے ورلڈ کپ کی میزبانی کا اعزاز ارجنٹائن کے شہر بیونس آئرس کو حاصل ہوا۔ 1978ء میں کھیلے جانے والے اس ورلڈ کپ میں پاکستان کی ٹیم نے اصلاح الدین کی قیادت میں ایک بار پھر ساری دنیا میں اپنی برتری ثابت کر دی۔ پاکستان نے فائنل میں ہالینڈ کو دو کے مقابلہ میں تین گول سے شکست دی۔ کپتان اصلاح الدین نے اپنی ٹیم کیلئے 7 اور شہناز شیخ نے 8 گول کئے۔ 1982ء میں پانچواں ورلڈ کپ انڈیا کے شہر بمبئی میں کھیلا گیا۔ اس ورلڈ کپ میں پاکستان نے اپنے اعزاز کا کامیاب دفاع کیا۔ اس بار فائنل میں شکست سے دوچار ہونے والی ٹیم مغربی جرمنی کی تھی۔ اختر رسول کی قیادت میں پاکستان نے جرمنی کو فائنل میں ایک کے مقابلہ میں تین گول سے شکست دی۔ اس ورلڈ کپ کی نمایاں بات پاکستان کے سنٹر فارورڈ حسن سردار کے 11 گول تھے۔ 1986ء میں چھٹے ورلڈ کپ کے لئے انگلینڈ کے شہر لندن کو منتخب کیا گیا۔ اس بار فائنل میچ میزبان ملک انگلینڈ اور آسٹریلیا کے درمیان کھیلا گیا جسے آسٹریلیا کی ٹیم نے جیت کر پہلی بار عالمی چمپیئن ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ مسلسل تیسری بار یہ اعزاز حاصل کرنے کی خواہش مند پاکستانی ٹیم نے مایوس کن کھیل کا مظاہرہ کیا اور ورلڈ کپ میں شامل بارہ ٹیموں میں گیارویں پوزیشن حاصل کی۔ انڈیا کی بارویں پوزیشن تھی۔ ساتواں ورلڈ کپ (1990ء) پاکستان کے شہر لاہور میں کھیلا گیا۔ پاکستان اور ہالینڈ کے درمیان فائنل میچ میں ہالینڈ نے فتح حاصل کر کے دوسری بار

ورلڈ چمپئین ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ہالینڈ کے فتح میں پنلٹی کارنر سپیشلسٹ بولینڈر نے اہم کردار ادا کیا۔ آٹھواں ورلڈ کپ (1994ء) آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں کھیلا گیا۔ پاکستان کی ٹیم نے شہباز سینئر کی قیادت میں ہالینڈ سے چار سال قبل لاہور کے فائنل کی شکست کا حساب چکا دیا۔ ورلڈ کپ کی تاریخ میں پہلی بار فائنل کا فیصلہ پنلٹی سڑوکس پر ہوا۔ ہالینڈ کی طرف سے لگایا جانے والا آخری پنلٹی سڑوک روکنے والا پاکستان کا گول کیپر منصور بجا طور پر اس فائنل کا ہیرو کہلانے کا مستحق تھا۔ نواں ورلڈ کپ (1998) ہالینڈ کے شہر اترخ میں کھیلا گیا۔ اس بار ہالینڈ نے مسلسل تیسری بار فائنل کھیلنے کا اعزاز حاصل کیا اس بار مدمقابل اسپین کی ٹیم تھی۔ مقررہ وقت میں برابر رہنے والے اس فائنل میں ہالینڈ نے اضافی وقت میں ''گولڈن گول'' کر کے کامیابی حاصل کی۔ پاکستان کی ٹیم اپنے اعزاز کا دفاع کرنے میں بُری طرح ناکام رہی اور پانچویں پوزیشن حاصل کی۔ اب تک پاکستان سب سے زیادہ یعنی چار، ہالینڈ تین، آسٹریلیا اور انڈیا ایک ایک مرتبہ ورلڈ کپ جیت چکے ہیں۔ ہر ورلڈ کپ میں بہترین کارکردگی دکھانے والی جرمنی کی ٹیم حیران کن طور پر ایک بار بھی یہ اعزاز حاصل نہیں کر سکی۔ حال ہی میں ہالینڈ میں ہونے والی 23ویں چمپئنز ٹرافی جیت کر جرمنی نے اپنے آپ کو اس ورلڈ کپ کے لئے فیورٹ ثابت کر دیا ہے۔ اگرچہ 9 مارچ سے پہلے کوئی بات بھی حتمی طور پر نہیں کہی جا سکتی لیکن جرمنی کے بعد اگر کوئی ٹیم یہ ورلڈ کپ جیت سکتی ہے تو وہ ہالینڈ، آسٹریلیا، جنوبی کوریا اور غیر متوقع کارگردگی کی حامل پاکستان کی ٹیم بھی ہو سکتی ہے۔ ان تمام قیاس آرائیوں کے بعد ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ فیورٹ کوئی بھی ہو ہماری دعائیں اپنے پیارے وطن کے لئے ہیں۔ (ماخوذ از:۔ دی ہاکی جنوری، فروری 1990)

اعلان داخلہ مدرسۃ الحفظ

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ برائے سال 2002ء کے لئے درخواست ارسال کرنے کی آخری تاریخ 10 اپریل 2002 ہے۔ والدین درخواست سادہ کاغذ پر ناظر صاحب تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ ارسال کریں۔

1- نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، ایڈریس مع ٹیلی فون نمبر
2- برتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی
3- پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی (انٹرویو کے موقع پر اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا لازمی ہے)
4- درخواست پر صدر جماعت/امیر جماعت کی تصدیق لازمی ہے۔

اہلیت

1- امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ داخلہ کے وقت اس کی عمر گیارہ سال سے زائد نہ ہو۔ نو سے گیارہ سال کے بچوں کو ترجیح دی جائے گی۔
2- امیدوار پرائمری پاس ہو۔
3- امیدوار نے قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

انٹرویو

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ کے لئے ''انٹرویو'' درج ذیل شیڈول کے مطابق ہوگا۔

1- ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 20 اپریل 2002ء بروز ہفتہ صبح 8 بجے مدرسۃ الحفظ میں
2- بیرون ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 21 اپریل 2002ء بروز اتوار صبح 9 بجے بمقام مدرسۃ الحفظ

عارضی لسٹ اور آغاز تدریس

کامیاب امیدواران کی عارضی لسٹ مورخہ 23 اپریل بروز منگل صبح 8 بجے مدرسۃ الحفظ اور نظارت تعلیم کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دی جائیگی۔ تدریس کا آغاز مورخہ یکم مئی 2002 بروز بدھ سے ہوگا۔

نوٹ:۔ حتمی داخلہ ایک ماہ کی تدریس کارکردگی پر دیا جائے گا۔

ایڈریس:۔ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ ضلع جھنگ

پوسٹ کوڈ 35460 فون 212473-04524

(نظارت تعلیم)

رپورٹ خدمت خلق

(مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب۔ مہتمم خدمت خلق)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو امسال بھی رمضان المبارک اور عید الفطر 2001ء کے موقع پر مستحقین اور نادار لوگوں کی بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ بیشتر مجالس نے خدمت خلق کے میدان میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ مجموعی طور پر 8063 نئے سوٹ و سویٹرز جن کی مالیت -/20,00750 روپے تھی۔ مستحقین میں تقسیم کئے گئے۔ -/8,44066 روپے مالیت کے اشیائے خورد و نوش پر مشتمل تقریباً 5914 راشن پیکس اور 1,11,150 روپے کے 1650 عید گفٹ پیکس کے علاوہ اندازاً -/3,60,282 روپے کی نقدی بھی تقسیم کی گئی۔ 2671 افراد کی سحری و افطاری کا انتظام 106155 روپے کے اخراجات سے کیا گیا۔ اسیران کی رہائی کے لئے 43,000 روپے خرچ ہوئے اور 30,000 روپے مالیت کے 20 عدد بکرے صدقہ کئے گئے۔ تقسیم ہونے والے استعمال شدہ سوٹ و سویٹرز کی تعداد 1756 تھی۔ اس طرح تقریباً 34 لاکھ 96 ہزار روپے سے زائد کے اخراجات سے ضرورت مند اور مفلس لوگوں کی مدد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت میں حصہ لینے والے خدام واطفال کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ضلع وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ضلع لاہور

مجموعی طور پر یہ -/625875 روپے مالیت کے 2293 نئے سوٹ اور 580 نئے سویٹر تقسیم کئے گئے۔ 20,000 روپے مالیت کے 200 عید گفٹ پیکس اور -/253515 روپے مالیت کا راشن تقسیم کیا گیا۔ -/42255 روپے کے اخراجات سے 1389 افراد کی سحری و افطاری کا انتظام کیا گیا۔ -/27100 روپے کی نقدی تقسیم کی گئی۔ اس طرح کل -/968745 روپے مالیت سے مستحقین کی خدمت کی گئی۔

ضلع کراچی

596 نئے سوٹ و سویٹرز جن کی مالیت تقریباً 1,49000 روپے تھی تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ 10110 روپے کی نقدی بھی مستحقین میں تقسیم کی گئی۔

ضلع راولپنڈی

155990 روپے مالیت کے 431 نئے سوٹ اور 25795 روپے کے نئے سویٹرز۔ 7500 روپے کے 125 عید گفٹ پیکس، -/167049 روپے مالیت کے 616 راشن پیکس ضرورت مندوں میں تقسیم کئے گئے۔ 50 گھروں میں -/2500 روپے مالیت کی مٹھائی تقسیم کی گئی۔ 7 بکرے صدقہ کئے گئے۔ -/76600 روپے مرکز بھجوائے گئے۔

ضلع فیصل آباد

تقریباً 1,19000 روپے کے نئے سویٹرز اور نئے سوٹ اور جرابیں وغیرہ جن کی تعداد 675 تھی ضرورت مندوں میں تقسیم کئے گئے۔ 7600 روپے کی نقد رقم بھی مستحقین میں تقسیم کی گئی۔

ضلع سیالکوٹ

-/9000 روپے مالیت کے 36 نئے سوٹ و سویٹر اور جوتے 11050 روپے کے عید گفٹ پیکس اور 46710 روپے کا راشن تقسیم کیا گیا۔ -/12000 روپے مالیت کے 6 بوری چاول مرکز بھجوائے گئے۔

ربوہ

-/31750 روپے کے 127 نئے سوٹ اور 49500 روپے مالیت کے 495 گفٹ پیکس تقسیم کئے گئے۔

ضلع حیدر آباد

-/16700 روپے کی نقد رقم کے علاوہ -/23600 روپے کے نئے سوٹ وسویٹر اور جوتے تقسیم کئے گئے۔ -/34000 روپے کے 600 راشن پیکس تقسیم کئے گئے اور 50 افراد کی سحری وافطاری کا انتظام کیا گیا۔ کل تقریباً -/80350 روپے کی مالیت سے ضرورت مندوں کی مدد کی گئی۔

ضلع اسلام آباد

14900 روپے کے نئے سوٹ وسویٹرز جن کی تعداد 126 تھی ضرورتمندوں میں تقسیم کئے گئے۔ 14500 روپے مالیت کے 750 راشن پیکس او رعید گفٹ پیکس مستحقین کو فراہم کئے گئے۔ -/20000 روپے کی نقدی بھی تقسیم کی گئی۔ کل تقریباً -/445300 روپے کی مالیت سے نادار اور مستحقین کی خدمت کی گئی۔

ضلع گوجرانوالہ

17800 روپے مالیت کے 46 نئے سوٹ وسویٹرز اور جوتے -/15000 روپے مالیت کے 150 راشن پیکس کے علاوہ -/5000 روپے کی نقد رقم تقسیم کی گئی۔ کل -/43800 روپے کی لاگت سے ضرورت مندوں کی خدمت کی گئی۔

ضلع میر پور خاص

کل تقریباً -/134060 روپے مالیت کی اشیائے خوردونوش، نئے سوٹ وسویٹرز اور نقدی وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ حلقہ میر پور خاص اور حلقہ کنری کی مختلف مجالس نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

ضلع سرگودھا

-/16500 روپے مالیت کے 73 نئے سوٹ وسویٹرز -/29164 روپے کی اشیائے خوردونوش کے علاوہ -/98210 روپے کی نقدی ضرورت مندوں میں تقسیم کی گئی۔ -/7350 روپے کی لاگت سے 49 افراد کی سحری و افطاری کا انتظام کیا گیا۔

ضلع بہاولنگر

1900 روپے کی نقدی کے علاوہ 6000 روپے مالیت کے 24 نئے سوٹ اور 2500 روپے مالیت کے 25 گفٹ پیکس مستحقین کو فراہم کئے گئے۔

ضلع چکوال

14000 روپے سے زائد مالیت کے 71 نئے سوٹ وسویٹرز 4300 روپے کے 43 گفٹ پیکس اور 7800 روپے مالیت کے 52 راشن پیکس مستحقین میں تقسیم کئے گئے۔

ضلع جہلم

15100 روپے کی نقد رقم کے علاوہ 9000 روپے سے زائد مالیت کے 38 نئے سوٹ وسویٹرز اور 58 راشن پیکس ضرورت مندوں میں تقسیم کئے گئے۔ اس طرح کل 31468 روپے مالیت سے مستحقین کو ضرورت کی اشیاء اور نقدی وغیرہ فراہم کی گئی۔

ضلع بہاولپور

-/3750 روپے کے 15 سوٹ وسویٹرز کے علاوہ -/10000 روپے مالیت کے 200 راشن پیکس مستحقین کو مہیا کئے گئے۔ -/2000 روپے سے 20 افراد کی سحری وافطاری کا انتظام کیا گیا۔

ضلع کوئٹہ

-/12000 روپے کے سوٹ وسویٹرز اور -/5000 روپے کی اشیائے خوردونوش ضرورت مندوں کو فراہم کی گئیں۔

ضلع سانگھڑ

-/23400 روپے کے 156 نئے سوٹ اور -/3750 روپے مالیت کے 30 راشن پیکس کے علاوہ -/5000 روپے کی نقدی تقسیم کی گئی۔

ضلع ڈیرہ غازی خان

-/3000 روپے کی نقد رقم کے علاوہ -/9000 روپے سے زائد مالیت کے 137 راشن پیکس اور -/4000 روپے مالیت

کے 16 نئے سوٹ دیئے گئے۔-/3000 روپے سے 15 افراد کی سحری وافطاری کا انتظام کیا گیا۔

ضلع مظفر گڑھ

49 نئے سوٹ 52 نئے سویٹرز جن کی مالیت -/3000 روپے سے زائد تھی مستحقین میں تقسیم کئے گئے۔ 950 روپے مالیت کے 141 گفٹ پیکس اور -/8000 روپے کی نقدی بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کی گئی۔

ضلع خانیوال

-/4000 روپے مالیت کے 20 سوٹ اور 2000 روپے کے راشن کے علاوہ -/2000 روپے کی نقدی مستحقین میں تقسیم کی گئی۔

ضلع رحیم یار خان

-/4200 روپے کے 10 نئے سوٹ۔-/1250 مالیت کے 10 گفٹ پیک کے علاوہ -/1300 کی نقدی تقسیم کی گئی۔

ضلع خیر پور

مجموعی طور پر تقریباً 15 ہزار روپے کی اشیائے خورد ونوش اور کپڑے وغیرہ تقسیم کئے گئے۔

مرکزی سطح پر

917 نئے سوٹ اور 1008 نئے سویٹرز جن کی مالیت -/481250 تھی کے علاوہ -/19000 روپے کے 75 راشن پیکس اور -/20000 روپے کی نقدی تقسیم کی گئی۔ -/4000 روپے مالیت کی 200 نئی جرابیں مستحقین میں تقسیم کی گئیں۔ میانوالی جیل میں 150 راشن پیکس قیدیوں میں تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ 200 نئے سوٹ وسویٹر بھی قیدیوں کو فراہم کئے گئے۔-/22000 روپے ادا کر کے 7 قیدیوں کو رہا کرایا گیا۔ ان میں سے ایک قیدی صرف -/10000 روپے ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے 9 سال سے قید تھا۔

☆☆☆

''مشعل راہ جلد دوم''

(مکرم فرید احمد ناصر صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے سترہ سالہ عہد خلافت کے دوران ۴۷ خطابات اور پیغامات کا مجموعہ مشعل راہ جلد دوم میں آپ کو مل جائے گا جسے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے شائع کیا ہے۔ اس میں خدام سے خطابات کی تعداد ۳۸ ہے، اور اطفال سے ۹ خطابات ہیں۔ اسی طرح ۱۴ تربیتی کلاسز میں کئے گئے خطابات اور ۶ خطبات جمعہ کے علاوہ ۷ دوسری تقاریر ہیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں خدام واطفال کے لئے نہایت زریں نصائح ہیں۔

افریقہ اور بلالؓ کا جھنڈا

افریقہ سے واپسی پر حضور لنڈن میں ٹھہرے اور محمود ہال میں خدام سے خطاب کرتے ہوئے افریقہ کے متعلق ایک زبردست پیشگوئی کی جو آج کی دنیا اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا:-

''جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس وقت افریقہ احمدیت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایک تبدیلی پیدا کی ہے۔ احمدیت سے ان کا پیار، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کا عشق اس وجہ سے ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بدولت انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کیا اور اُس پیار کو دیکھا جو سمندر کی طرح تمام بنی نوع انسان کے لئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں موجیں مار رہا تھا۔ متعدد مقامات پر جب میں نے ان کو یہ کہا کہ صرف تھیوری کے طور پر نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً تمہارے اور غیر کے درمیان مساوات کو قائم کیا ہے اور میں نے انہیں بتایا کہ کس طرح فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے ایک جھنڈا تیار کیا اور اس جھنڈے کا نام بلالؓ کا جھنڈا رکھا اور سرداران مکہ (میں اُن کو اُن کی زبان میں کہا کرتا تھا Paramount Chiefs Of Mecca) سے کہا کہ تم اسے غلام سمجھتے تھے اور حقیر جانتے تھے۔ تم اس کے رنگ کو دیکھتے تھے اور دل کے نور کو نہیں پہچانتے تھے۔ تم نے اسے ذلیل سمجھا اور ہزار قسم (کے) دکھ اسے پہنچائے۔ ایسے ایسے دکھ کہ جن کے تصور سے بھی ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں آج میں یہ جھنڈا بلالؓ کا جھنڈا کھڑا کرتا ہوں اور تمہیں یہ کہتا ہوں کہ انسان اور انسان میں کوئی فرق نہیں ہے اگر آج تم اپنی جان کی حفاظت اور اپنی عزت کی امان چاہتے ہو تو اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ کتنا عظیم مظاہرہ تھا مساواتِ انسانی کا اور جب میں دس بارہ ہزار کے احمدی مجمع میں یہ بات کہتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُچھل پڑے ہیں اور آسمانوں کی طرف بلند ہونا شروع ہو گئے ہیں اور جب غیر یہ بات سنتا تھا تو اثر قبول کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ ان کی سمجھ میں یہ آ گیا ہے کہ اس وقت جتنے پیار اور مساوات کے پیغام ہم تک پہنچے ہیں وہ سب دجل کے پیغام تھے عملاً ہمارے ساتھ کسی نے پیار نہیں کیا، کسی نے ہمیں اپنا بھائی نہ جانا۔ ہر ایک جو آیا وہ لوٹ مار کی طرف متوجہ رہا۔ اُس نے ہمیں حقیر جانا اور ہماری کوئی خدمت نہیں کی لیکن یہ ایک ایسی جماعت ہے جو ۵۰ سال سے یہاں موجود ہے اور ہماری خدمت کر رہی ہے''۔ (صفحہ ۵۳۲، ۵۳۳)

زمین کا دوسرا حصہ آپ کو ہاتھوں ہاتھ لے گا

۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احمدی طالب علموں کو میدان علم میں بہت آگے بڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ دنیا کے کسی حصہ میں آپ سے تعصب برتا جائے لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ آپ سے تعصب کرے۔ اگر زمین کا ایک حصہ آپ کو رد کردے گا تو دوسرا حصہ آپ کو ہاتھوں ہاتھ لے گا۔ اس لئے بڑھیں، بڑھیں، بڑھیں آگے بڑھیں"۔ (صفحہ ۵۴۰)

مرجائیں مگر بد اخلاقی نہ کریں

۱۹۸۱ء کے سالانہ اجتماع کے اختتامی خطاب میں حضور نے فرمایا ہر مجلس میں ۳ سے ۹ تک ایسے خدام ہوں جو یہ عہد کریں کہ مرجائیں گے لیکن بداخلاقی نہیں کریں گے اور یہ بھی عہد کریں کہ اپنی جان دے دیں گے لیکن کسی اور کو بداخلاقی نہیں کرنے دیں گے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا کرے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے ہیں ان میں سے کوئی حکم ایسا نہیں جو انسانی طاقت سے بالا ہو۔ دین میں آسانی رکھی گئی ہے مشکل نہیں ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ جتنی جتنی جس کو طاقت میسر ہے وہ اتنا اتنا اپنی صلاحیتوں میں کمال حاصل کرے اور اپنی صلاحیتوں کو انتہا تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مرد اور عورت کے لئے اس کی کامل ترقی کے سامان بھیج دیئے ہیں اور اب وہ اس راہ سے بھٹک جائے تو اس کے بارے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو فرمادیا ہے کہ اسے کہہ دے کہ اس کے بارے میں مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے ذریعہ سے کامل کتاب آگئی ہے۔ اس پر کامل عمل کرنے کا نمونہ میں نے پیش کردیا ہے اور اللہ نے فطرت انسانی کے مطابق ہدایت کا ہر راستہ مقرر کردیا ہے اور اس تعلیم میں نہ کوئی کمی ہے اور نہ کوئی زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو وحی کی کہ میری کامل اتباع کرو استقامت کے ساتھ میرے دامن کو تھامے رہو اور ساری دنیا بھی کہہ دے کہ اللہ کے دامن کو چھوڑ دو تو چھوڑنا نہیں اور استقامت کے ساتھ اور صبر کے ساتھ اس وقت تک میرا دامن تھامے رکھو جب تک اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ کردے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ جب میں کسی کو انعام دینے کا فیصلہ کرتا ہوں تو ساری دنیا کی طاغوتی طاقتیں مل کر بھی اس انعام کو نہیں چھین سکتیں۔ اس لئے تم کمزور ہوتے ہوئے غم نہ کھانا اور پورے توکل اور پوری امید کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کے احکامات کی اتباع میں زندگی گزارنی ہے"۔ (صفحہ ۵۷۶)

☆☆☆☆☆☆☆

ضروری اعلان

مندرجہ ذیل ایڈریسز پر ماہنامہ خالد و تشحیذ وصول نہیں کیا جارہا اور رسالہ واپس دفتر آجاتا ہے۔ ممکن ہے یہ ایڈریسز درست نہ ہوں یا تبدیل ہو گئے ہوں۔ اگر کسی دوست کو ان احباب کا صحیح ایڈریس معلوم ہو تو مہربانی فرما کر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ

دفتر ایوان محمود ربوہ دارالصدر جنوبی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

KNO:513 EXP:
TARIQ AHMAD
BAHNHOF STR-51
56422-WIRGES GERMANY

KNO:521 EXP:
FARAHTULLAH MASSAN
1/15 - LOUIS STREET
ANNERLEY QLD 4103
BRISBANE AUSTRALIA

KNO:484 EXP:
NAVEED AHMAD
SANDBERG - STR-61
25335- FLMSHORN GERMANY

KNO:455 EXP: DEC1999
MOHAMMAD ARIF
HOUT MARKT 29/102
3800 - SINT TRUIDEN
BELGIUM

KNO:533 EXP:
MASOOD AHMAD
HANS FAY STR 3
67227 - FRANKENTHAL
GERMANY

KNO:455 EXP: AUG2001
GULAM QADIR
TEN IER PLANTSOEN .47
2526 MS DENHAAG
HOLLAND

KNO:492 EXP: DEC2002
MANSOOR KHALID
VESTRE HAUGEN-26
1054 OSLO NORWAY

K.NO سے مراد خالد نمبر اور T.NO سے مراد تشحیذ الاذہان نمبر ہے۔

TNO:600 EXP: FEB 2001
TARIQ MAHMOOD
ALBREEFIT STR - 12 A
38350 - HELRMSTEDT GERMANY

TNO:576 EXP:
MALIK RAFAQAT
IM BANS 10 25421 - PINNEBERG
GERMANY

TNO:636 EXP:
DR: A.H. KHAN
I BECKENHAM ROAD
CHEETHAM HILL MANCHESTER
U.K

TNO:571 EXP:
HUBSCH BUCHEREI
LUISEN STR 82
63067 - OFFENBACH
GERMANY

TNO:665 EXP: AUG 2001
GHULAM QADIR
TENIER PLANTOEN. 47
2526 MS DENHAAG HOLAND

KNO:458 EXP: DEC 1999
SHEZAD ABDUL ALA
RUNKSTERSTEEN WEG 239/1
3500 - HASSELT BELGIUM

احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کے نئے سال میں ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

منجانب

قائد و عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ باوا چک علی ٹاؤن

ضلع فیصل آباد
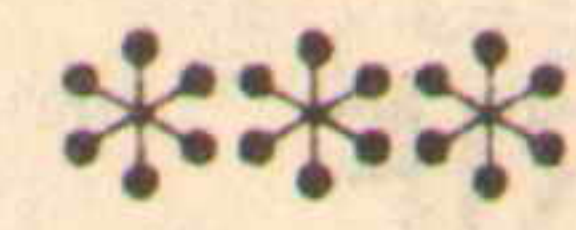
****

احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کے نئے سال میں ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

دعاگو

قائد و عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ کرتار پور

ضلع فیصل آباد

◎◎◎

احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کے نئے سال میں ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

منجانب

قائد و عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ 84 سر شمیر روڈ

ضلع فیصل آباد

◎◎◎

احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کے نئے سال میں ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

منجانب

قائد و عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ 121 حسن پور

ضلع فیصل آباد

❖❖❖

چوھدری الیکٹرک سٹور

ہاؤس وائرنگ کا مکمل سامان نیز امپورٹڈ فٹنگ دستیاب ہے۔

ڈیلر:۔ فلپس، پاک فین، کراؤن کیبل، ایس اینڈ اے سوئچ، سرکٹ بریکر، ارتھ لیکج، فینسی لائیٹ،

ڈورفون (کوریا)، ڈورلاک (اٹلی)

پروپرائٹر

سلطان احمد محمود اینڈ برادرز

فون نمبر دکان: 04524-213437

گھر: 04524-214537

نورتن جیولرز

زیورات کی عمدہ ورائٹی کے ساتھ

ریلوے روڈ نز دیوٹیلیٹی اسٹور ربوہ

فون: دُکان: 213699-(04524)

گھر: 214214-211971

مبشر کول ایجنسی

ہمارے ہاں بھٹوں پر استعمال ہونے والا ہر قسم

کا کوئلہ دستیاب ہے

رابطہ کے لئے محمد شعیب خالد

پلاٹ نمبر 90 شاپ نمبر 2

نیو ہالہ ناکہ ٹرک اسٹینڈ حیدر آباد

فون: 4161428-(0320)

منارة المسیح (قادیان)

Monthly KHALID C. Nagar

Editor: IsfandYar Muneeb
March 2002
Regd. CPL # 139

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان 2000-2001

(کرسیوں پر دائیں سے) مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب، مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب، مکرم محترم مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم و محترم سید محمود احمد شاہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، مکرم خلیل احمد تنویر صاحب

(کھڑے ہوئے دائیں سے) مکرم میر محمود احمد صاحب، مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب، مکرم میر مظفر احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب، مکرم فرید احمد نوید صاحب، مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب، مکرم حافظ خالد افتخار صاحب، مکرم رفیق احمد ناصر صاحب، مکرم اکبر احمد صاحب، مکرم سلیم الدین صاحب، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب، مکرم امین الرحمٰن صاحب، مکرم نصیر احمد انجم صاحب، مکرم اسفندیار منیب صاحب، مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب